ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جون 2022ء - شوال المکرّم 1443ھ (جلد 19 شمارہ 10)

ماہنامہ
التبلیغ
راولپنڈی

جلد 19 شمارہ 10

جون 2022ء - شوال المکرّم 1443ھ

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد ناصر
مولانا طارق محمود

فی شمارہ..........35روپے
سالانہ..........400روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 400 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email:idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال......ملک کی موجودہ سیاسی فضاء، اور اسلامی تعلیمات......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط 27)..........................اہلِ کتاب کا، آیات سے کفر

اور اللہ کے راستے سے روکنا..............................// // 11

درسِ حدیث .... برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط 8).... // // 22

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..............................// // 32

قبولیتِ دعاء کی مختلف صورتیں..............................مولانا شعیب احمد 47

ماہِ ربیع الاول: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات........مولانا طارق محمود 49

علم کے مینار:.......... امت کے علماء وفقہاء (قسط 16)......مفتی غلام بلال 51

تذکرۂ اولیاء:...عمر رضی اللہ عنہ کے اہلِ بیت سے تعلقات (پہلا حصہ)...مولانا محمد ریحان 55

پیارے بچو!..........................دو بچوں کا کھیل..........................// // 58

بزمِ خواتین ....امامت اور جماعت میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)....مفتی طلحہ مدثر 60

آپ کے دینی مسائل کا حل..."عمل بالحدیث" کا حکم (قسط 16)...ادارہ 68

کیا آپ جانتے ہیں؟.......... مسجد جاتے وقت کی ایک

دعاء کی سندی حیثیت..............................مفتی محمد رضوان 78

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ کا کوہِ طور پر اعتکاف..........مولانا طارق محمود 83

طب وصحت..........................حلال گوشت..........................حکیم مفتی محمد ناصر 87

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..............................// // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

ملک کی موجودہ سیاسی فضاء، اور اسلامی تعلیمات

آج وطنِ عزیز کی سیاسی فضاء کو عمران خان صاحب نے اپنے اخلاق و کردار سے جس قدر آلودہ کر دیا ہے، یہ حالت پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی، عمران خان صاحب کے اقتدار میں آنے سے پہلے، اقتدار میں آنے کے بعد، اور اقتدار سے باہر ہونے کے بعد، ان کا جو طرزِ عمل دنیا نے دیکھا، اس سے ہر صاحبِ نظر کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ عمران خان صاحب ''تعمیری'' سیاست وحکومت کی قابلیت سے محروم ہیں، البتہ ''تخریبی سیاست'' میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ عمران خان صاحب کی نظر میں نہ تو آئین وقانون کی وقعت ہے، اس لیے وہ آئین وقانون پر عمل کو ترجیح تو کیا دیتے، وہ اس کے برخلاف راستے کو اختیار کرتے ہیں۔

نہ ہی عمران خان صاحب کی نظر میں پارلیمنٹ کی اہمیت ہے، اس لیے وہ پارلیمنٹ کی بینچ پر بیٹھنا، صرف اسی حد تک گوارا کرتے ہیں، جس حد تک ان کو اپنے اقتدار کی ضرورت ہو، ورنہ پارلیمنٹ کی بینچ پر بیٹھنا، اور قانون سازی وملکی تعمیر وترقی کے کاموں میں حصہ لینا، تو دور کی بات ہے، ان کو پارلیمنٹ میں داخل ہونا بھی گوارا نہیں ہوتا، البتہ اس کے بجائے سڑکوں پر آنے کا بڑا شوق ہے۔

نہ ہی عمران خان صاحب کی نظر میں اپنے علاوہ کسی دوسرے سیاست دان کی اہمیت ہے، وہ اپنے علاوہ ہر مخالف سیاست دان کو کم وبیش ''ناکام'' اور ''چور، ڈاکو'' وغیرہ نہ جانے کیا کچھ سمجھتے ہیں، بلکہ ان کی نظر میں اتحادیوں، اور اپنی سیاسی جماعت و پارٹی کے ان لوگوں کی بھی کوئی اہمیت نہیں، جو اِن کی پالیسی، یا کسی رائے سے اختلاف کریں، یا اپنے حقوق واختیارات کا مطالبہ کریں، ایسی صورت میں وہ ''لوٹے، بکاؤ مال، لالچی، غدار'' اور نہ جانے کیا کچھ شمار ہوتے ہیں، تا آنکہ وہ عمران خان صاحب کے ایسے تابعدار غلام نہ بن جائیں، جو اِن کے سامنے زبان کو حرکت نہ دے سکیں۔

نہ ہی عمران خان صاحب کی نظر میں عدلیہ، فوج، نیب اور الیکشن کمیشن وغیرہ جیسے اداروں کا کوئی

مقام ہے، یہ ادارے جب تک عمران خان صاحب کی مرضی ومنشاء کے مطابق فیصلے اور کام کرتے رہیں، اس وقت تک تو صحیح ہیں، خواہ ان کے فیصلے درست نہ ہوں، اور جب یہ ادارے، عمران خان صاحب کی مرضی ومنشاء کے خلاف کوئی فیصلہ اور کام کریں، تو وہ غلط، اور طعن وتشنیع کے مستحق ہیں۔

اور نہ ہی عمران خان صاحب کے دل ودماغ میں، اخلاقیات کی کوئی قدر ومنزلت ہے، جھوٹ، غیبت، الزام، بہتان تراشی، چرب لسانی، بدکلامی، فحش گوئی، دوسروں کی تحقیر وتذلیل اور تمسخر واستہزاء کرنا اور دوسروں کی عزت پر کیچڑ اچھالنا، اور غلیظ ترین زبان کا استعمال، دوسروں کی حق وناحق بات کی تردید کرنا، انارکی، بے چینی وسنسنی پھیلانا، ان کے رات دن، جوشِ بیان کا کھلم کھلا مشغلہ ہے، جس کی وہ دوسروں کو تعلیم وتربیت دینے کے بھی بڑے ماہر استاد اور مربی ہیں۔

عمران خان صاحب نے اپنے مخالفین کا استہزاء وتمسخر اڑانے، ان کو برے القاب سے پکارنے، اور ان کے لیے برے القاب نامزد کرنے، بدزبانی، بدکلامی، فحش گوئی اور گالی گلوچ کا جو کلچر متعارف کرایا، اور اس کو فروغ دیا ہے، اور اپنی زبان وکلام کے دجل وفریب کے سحر سے جو بہت سے لوگوں کے ذہنوں پر غلبہ حاصل کیا ہے، اور اپنے چاہنے والوں کو جو فتنہ، فساد وبغاوت پر ابھارنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، اور سیاست ومذہب میں خلطِ مبحث کا جس طرح اپنے الفاظ اور کلام سے بیانیہ بنایا ہے، اور حق وباطل، سچ وجھوٹ میں جس طرح فرق کو ختم کرنے کا طرزِ عمل اختیار کیا ہے، اور اپنے ہمنواؤں کو زبان درازی، گستاخی وبغاوت کا جو درس دیا ہے، وہ علاماتِ قیامت سے کم نہیں، جس کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے کر اصلاح کا سامان کیا جاسکتا ہے۔

ورنہ تو پھر ''دجال'' کے دجل وفریب سے بھی لوگ محفوظ نہ رہ سکیں گے، اچھے اچھے دین داری کا لبادہ اوڑھنے والے بھی، اللہ حفاظت فرمائے، اس کے جھانسے میں آجائیں گے، اور آج تک اس طرح کے لوگوں کے جھانسے میں آ کر بہت سے لوگ اپنی دنیا وآخرت کی تباہی کا سامان کر چکے ہیں۔

اب چند اسلامی تعلیمات کو توجہ کے ساتھ ملاحظہ کر کے، عمران خان صاحب اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کا جائزہ لیجیے، اور اپنے آپ کو اس طرزِ عمل سے، محفوظ اور دور رکھیے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِسَاءٍ عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ، وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورة الحجرات،رقم الآية ١١)

ترجمہ: اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ (جن سے کہ تمسخر کیا جارہا ہے) ان (تمسخر کرنے والوں) سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ (عورتیں کہ جن کا تمسخر کیا جارہا ہے) ان سے اچھی ہوں (جو کہ تمسخر کرنے والی ہیں) اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان کے بعد بُرا نام، گناہ ہے اور جو (اس طرح کے گناہوں سے) توبہ نہ کرلے، تو یہی لوگ ظالم ہیں (سورہ حجرات)

ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ فِي الْآخِرَةِ مَسَاوِئُكُمْ أَخْلَاقًا، اَلثَّرْثَارُوْنَ، اَلْمُتَفَيْهِقُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ(مسند احمد، رقم الحديث ١٧٧٣٢)

ترجمہ: اور مجھے تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہیں، جن کے اخلاق برے ہوں، جو کہ بہت زیادہ بولنے والے، منہ پھٹ اور چرب لسان (وزبان دراز) ہوں (مسند احمد)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ؟ فَقَالَ هُمُ الثَّرْثَارُوْنَ اَلْمُتَشَدِّقُوْنَ (مسند احمد،رقم الحديث ٨٨٢٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تم میں شریر ترین لوگ نہ بتادوں، پھر فرمایا کہ جو لوگ خوب بولنے والے (منہ پھٹ) ہوں، اور چرب لسان (وزبان دراز) ہوں (مسند احمد)

ابنِ عمرو رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِىْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ، كَمَا تَخَلَّلَ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا (مسند احمد،رقم الحديث ٦٥٤٣)

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل آدمیوں میں سے ایسے زبان دراز شخص سے بغض رکھتا ہے، جو اپنی زبان سے ایسے باتوں کو لپیٹتا ہے، جیسے گائے چارے کو (لپیٹتی ہے) (مسند احمد)

گائے چارہ کو کھاتے وقت زبان کو خوب لپیٹتی ہے، مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اپنے کلام کو زیب وزینت اور دوسروں پر برتری جتلانے، اور دوسروں کی تحقیر وتذلیل کے لئے تکلف، جھوٹ ومبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے، زبان درازی کرتا ہے، اللہ ایسے شخص کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا أَنَا عِنْدَ، رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ مَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَمْلَأَ لِعَيْنِىْ مِنْهُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا أَحَبَّ الرَّجُلُ يَعْلُوْ كَلَامُهٗ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ هٰذَا وَضَرْبَهٗ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا كَذٰلِكَ يَلْوِى اللّٰهُ وُجُوْهَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ فِى النَّارِ (مسند الشاميين للطبرانی،رقم الحديث ١٢٠٤، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١٧٠) [1]

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کہ اچانک ایک حسین وجمیل آدمی آیا، میں نے ایسا خوب صورت آدمی نہیں دیکھا، جس سے میری آنکھیں بھر گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بات بھی کرتے تھے، تو وہ آدمی (اپنی طرف سے تکلفانہ کلام کے ذریعہ سے) یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اپنے کلام کی فوقیت وبرتری ظاہر کرے، پھر وہ کھڑا ہو گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے

[1] قال الهيثمی: رواه الطبرانی بأسانيد، ورجال أحدها رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٧٨٩٩، باب فضل الفقراء)

شک اللہ اس کو اور اس کی آواز کو پسند نہیں فرماتا، یہ (اور اس جیسے دوسرے لوگ) اپنی زبانوں کو لوگوں کے لئے اس طرح لپیٹتے ہیں، جس طرح گائے اپنی زبان کو چارہ کھاتے ہوئے لپیٹتی ہے، اسی طرح اللہ ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں لپیٹ دے گا (طبرانی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُوْنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا يَأْكُلُ الْبَقَرُ بِأَلْسِنَتِهَا (مسند أحمد، رقم الحديث ١٥٩٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ ایسے لوگ پیدا نہ ہوجائیں جو اپنی زبان سے کھائیں گے، جیسا کہ گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جن کا سارا کام، زبانی جمع خرچ پر ہوگا، زبان کے سحر و جادو ذریعے سے ہی، وہ لوگوں سے مال و دولت بٹوریں گے، اور اپنے جاہ و منصب کی دوکان چمکائیں گے، لیکن ان کا کردار کوئی اچھا نہ ہوگا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ خَطِيْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَا فَتَكَلَّمَا، ثُمَّ قَعَدَا، وَقَامَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمَ، ثُمَّ قَعَدَ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِهِمْ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، فَإِنَّمَا تَشْقِيْقُ الْكَلَامِ مِنَ الشَّيْطَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا (مسند احمد، رقم الحديث ٥٦٨٧)

ترجمہ: مشرق کی طرف سے دو خطیب آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

آئے، پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے، اور انہوں نے کلام کیا، پھر وہ بیٹھ گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب ثابت بن قیس کھڑے ہوئے، پھر انہوں نے کلام کیا، اور وہ بیٹھ گئے، لوگ ان کے کلام سے حیران ہوئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! تم اپنی بات کہو (یعنی اپنے مقصد کو بلاتکلف واضح کرو، کسی پر برتری وسبقت کو مقصد نہ بناؤ) پس کلام میں تکلف (وتصنع) پیدا کرنا، شیطان کی طرف سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان جادو (کی طرح اثر انداز) ہوتے ہیں (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ کلام وبیان میں بے جا تکلف وغلو کرنا، شیطان کی طرف سے ہے، جو لوگوں پر جادو کی طرح اثر انداز ہوتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک اس کی قدر و قیمت نہیں۔

سحر اور جادو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کلام باطل، ناحق، برا، اور جھوٹا ہو کر بھی، اچھے اچھے لوگوں پر اثر انداز ہو جاتا ہے، جس طرح جادو کا اچھے اچھے اور دین دار لوگوں پر اثر ہو جایا کرتا ہے۔

یزید بن اصم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

أَتَتْكُمَ الْفِتَنُ مِثْلَ قِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ، يَهْلِكُ فِيهَا كُلُّ شُجَاعٍ بَطَلٍ وَكُلُّ رَاكِبٍ مُوْضِعٍ وَكُلُّ خَطِيْبٍ مِصْقَعٍ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۸۲۸۰، کتاب الفتن، من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ منھا)

ترجمہ: تمہارے پاس اندھیری رات کی تہ بتہ تاریکیوں کی طرح کے فتنے آئیں گے، یہ (فتنے) ہر نوجوان بہادر، اور ہر تیز (قتل کرنے اور دہشت پھیلانے والے) سوار، اور ہر فتنہ پر اُبھارنے والے چرب لسان بیان کرنے والے کو ہلاک کر دیں گے (جو کہ چرب لسانی سے لوگوں کو جوش دِلا کر فتنہ وبغاوت پر اُبھارے گا) (ابنِ ابی شیبہ)

ابو طفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ:

أَنَا لِغَيْرِ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ، قَالَ: فَقُلْنَا : مَا هُوَ يَا أَبَا سَرِيْحَةَ؟ قَالَ: فِتَنٌ كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، قَالَ: فَقُلْنَا: أَيُّ النَّاسِ فِيهَا شَرٌّ؟ قَالَ:

كُـلُّ خَـطِيْبٍ مُصْقِعٍ، وَكُلُّ رَاكِبٍ مُوْضِعٍ ، قَالَ : فَـقُلْنَا: أَيُّ النَّاسِ فِيْهَا خَيْرٌ؟ قَالَ: كُلُّ غَنِيٍّ خَفِيٍّ، قَالَ : فَقُلْتُ : مَا أَنَا بِالْغَنِيِّ وَلَا بِالْخَفِيِّ، قَالَ : فَـكُـنْ كَـابْـنِ الـلَّبُـوْنِ لَا ظَهْـرَ فَيُـرْكَـبَ، وَلَا ضَرْعَ فَيُحْلَبَ (مستدرک حاکم،رقم الحديث ٨٦١٢،كتاب الفتن والملاحم) [1]

ترجمہ: مجھے اپنے اور تمہارے اوپر دجال کے (فتنے کے) علاوہ بھی (ایک فتنہ کا) خوف ہے، ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے ابوسریحہ (یہ حضرت حذیفہ کی کنیت ہے) وہ کیا ہے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ گویا کہ اندھیری رات کی تہ بتہ تاریکیوں کی طرح کے فتنے ہوں گے، ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ان فتنوں میں کون لوگ بُرے ہوں گے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ہرفتنوں پراُبھارنے والا فصیح وبلیغ بیان وتقریر کرنے والا (جواپنے چرب لسانی والے کلام اور بیان سے لوگوں کو جوش وجذبہ دِلا کر فتنہ وبغاوت پر اُبھارے گا) اور ہر تیز سوار (جو کہ تیز سواری پر سوار ہوکر قتل ودہشت پھیلائے گا) ابوطفیل کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ان فتنوں میں کون لوگ بہتر ہوں گے؟ تو حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ہر پوشیدہ مالدار، میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں غنی ومالدار ہوں، اور نہ (لوگوں کی نظر سے) پوشیدہ ہوں، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو آپ اونٹ کے نَر بچہ کی طرح ہوجائیں، کہ نہ تو اُس کی پُشت ہو، جس پر سوار ہوا جاسکے (یعنی کسی کا فتنوں وبغاوت کے لئے چل کر تعاون مت کرنا) اور نہ اُس کے تھن ہوں کہ جن سے دودھ نکالا جاسکے (یعنی کسی کو اپنے مقام پر رہتے ہوئے فتنہ اور بغاوت پر اُبھارنے کا مشورہ مت دینا) (حاکم)

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ، فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ كُلُّ غَنِيٍّ خَفِيٍّ، قَالَ : قُلْتُ : مَا أَنَا بِالْغَنِيِّ، وَلَا الْخَفِيِّ قَالَ: كُنْ كَابْنِ لَبُوْنٍ بِلَا ضَرْعٍ فَتُحْلَبَ وَلَا

---

[1] قال الحاكم:هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه "
وقال الذهبي: على شرط البخاري ومسلم.

ظَهُـرٍ فَتُـرْكَـبَ قَالَ: أَلَا أُخْبِـرُكُـمْ بِشَـرِّ الـنَّـاسِ فِـيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ كُلُّ خَطِيْبٍ مُصْقَعٍ أَوْ رَاكِبٍ مَوْضَعٍ (السـنن الواردة فى الفتن للدانى، رقم الحديث ١٦١،باب ما جاء فى الفرار بالدين من الفتن)

ترجمہ: کیا میں تمہیں اُس (فتنے کے) زمانے میں لوگوں میں بہترین آدمی نہ بتلادوں؟ ہر وہ آدمی جو کہ غنی ومالدار ہو (اورلوگوں کی نظروں سے) پوشیدہ ہو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میں نہ توغنی ومالدار ہوں، اور نہ (لوگوں کی نظر سے) مخفی ہوں،تو حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا،تو آپ اونٹ کے نَر بچہ کی طرح ہوجائیں، کہ نہ تو اُس کی پُشت ہو،جس پر سوار ہوا جاسکے،اور نہ اُس کے تھن ہو کہ جس سے دودھ نکالا جاسکے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں اُس (فتنے کے) زمانے کے شریر ترین لوگ نہ بتلادوں؟ ہر فتنوں پر اُبھارنے والا چرب لسان بیان وتقریر کرنے والا (جو اپنی گفتگو اور بیان سے لوگوں کو متأثر کرکے فتنہ اور بغاوت پر اُبھارے گا) اور ہر تیز سوار (جو تیز سواری کو فتنہ وبغاوت کو جنم دینے کا ذریعہ بنائے گا) (الفتن للدانی)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے کہ:

قَـالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الرَّابِعَةَ لَايَنْجُوْ مِنْ شَـرِّهَـا إِلَّا مَـنْ دَعَا كَدُعَاءِ الْغَرَقِ أَسْعَدُ أَهْلِهَا كُلُّ تَقِيٍّ خَفِيٍّ إِذَا ظَهَرَ لَمْ يُـعْـرَفْ وَإِنْ جَـلَسَ لَمْ يُفْتَقَدْ وَأَشْقٰى أَهْلُهَا كُلُّ خَطِيْبٍ مِسْقَعٍ أَوْ رَاكِبٍ مَوْضَعٍ (الفتن لنعيم بن حماد، جزء ١ صفحه ٨٢،باب آخر من ملك بنى أمية)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور چوتھے فتنہ کا ذکر فرمایا کہ اُس کے شَر سے وہی بچ سکیں گے جو گڑ گڑا کر اور رو رو کر دعاء کریں گے، اُس فتنے میں نیک بخت وہ تمام متقی اور پوشیدہ لوگ ہوں گے، جو اگر سامنے ہوں، تو پہچانے نہ جائیں، اور اگر (مثلاً کہیں پوشیدہ ہوکر) بیٹھ جائیں ،تو اُنہیں تلاش نہ کیا جائے؛ جبکہ اُس فتنے میں بد بخت فتنے پر اُبھارنے والا چرب لسان مقرر ہوگا، یا تیز سوار ہوگا (الفتن لنعیم بن حماد)

درسِ قرآن(سورہ آلِ عمران: قسط27، آیت نمبر98الیٰ 101) مفتی محمد رضوان

اہلِ کتاب کا، آیات سے کفراوراللہ کے راستے سے روکنا

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ
(98)قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا
وَّاَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (99)يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ
(100)وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ
يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (101)

(سورة آلِ عمران، رقم الآيات98 الی 101)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کہ اے اہلِ کتاب! کیوں کفر کرتے ہوتم، اللہ کی آیات کے ساتھ، اور اللہ گواہ ہے، ان کاموں پر، جو تم عمل کرتے ہو(98) کہہ دیجئے آپ کہ اے اہلِ کتاب! کیوں روکتے ہوتم، اللہ کے راستے سے، اس کو جو ایمان لایا، تلاش کرتے ہو تم اس (اللہ کے راستے میں) کجی کو، اور تم گواہ ہو، اور نہیں ہے اللہ، غافل، ان کاموں سے جو تم کرتے ہو(99) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے! اگر اطاعت کروتم، ایک فریق کی ، ان لوگوں میں سے، جن کو دی گئی کتاب، تو وہ لوٹا دیں گے تم کو، تمہارے ایمان کے بعد، کافر بنا کر(100) اور کیسے کفر کرتے ہوتم، اور تم (وہ ہو کہ) تلاوت کیا جاتا ہے تم پر ، اللہ کی آیات کو، اور تم میں اس کا رسول ہے، اور جو مضبوطی سے پکڑ لے گا، اللہ کو، تو بے شک ہدایت دے دی جائے گی اس کو، سیدھے راستے کی طرف(101)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیات میں اہلِ کتاب، یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو خطاب کیا گیا ہے، اور ان کے چند

گمراہی وضلالت پر مشتمل عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ مذکورہ آیات میں پہلی آیت میں فرمایا گیا کہ:

”قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ “

”کہہ دیجیے آپ کہ اے اہلِ کتاب! کیوں کفر کرتے ہو تم، اللہ کی آیات کے ساتھ، اور اللہ گواہ ہے، ان کاموں پر، جو تم عمل کرتے ہو“

مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے سامنے اسلام کی حقانیت وصداقت کے دلائل واضح ہو چکے تھے، اس کے باوجود، ان کا اللہ کی آیات کا انکار کرنا سخت تعجب وحیرت کی بات ہے، انہیں یہ بات فراموش اور نظر انداز نہیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام کاموں اور کرداروں اور دل کے حالوں سے باخبر ہے، جس پر ان کا مؤاخذہ ہوگا۔

پھر مندرجہ بالا دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ:

”قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ“

”کہہ دیجئے آپ کہ اے اہلِ کتاب! کیوں روکتے ہو تم، اللہ کے راستے سے، اس کو جو ایمان لایا، تلاش کرتے ہو تم اس (اللہ کے راستے میں) کجی کو، اور تم گواہ ہو، اور نہیں ہے اللہ، غافل، ان کاموں سے جو تم کرتے ہو“

مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب، اسلام کی حقانیت وصداقت سے واقف ہو کر بھی، اللہ کے راستہ سے ان لوگوں کو روکتے ہیں، جو ایمان لا چکے ہیں، اور ان کے سامنے اللہ کے راستے میں کجی اور عیب کو تلاش کرتے ہیں، تاکہ اللہ کے راستہ کو عیب دار بنا سکیں، اور ان کا دل اسلام کی حقانیت وصداقت کا گواہ ہے، پس یہ لوگ یاد رکھیں کہ اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں، وہ اچھی طرح جانتا ہے، اس لیے وہ اس طرزِ عمل پر اللہ کے عذاب سے بچ نہیں پائیں گے۔

اہلِ کتاب کے بیشتر احبار ورھبان کا طرزِ عمل بھی، اللہ کے راستے سے روکنے کا تھا، جیسا کہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ(سورة التوبة، رقم الآية ٣٤)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بیشک بہت سے علماء اور درویشوں میں سے یقیناً کھاتے ہیں وہ، لوگوں کے مالوں کو باطل طریقے سے اور روکتے ہیں وہ، اللہ کے راستے سے (سورہ توبہ)

اللہ کے راستے سے روکنا، اور اللہ کے راستے میں کجی کو تلاش کرنا، بہت سخت گناہ اور ظلم ہے، جس کا وبال بڑا سخت ہے، ایسے ظالموں کے وبال کا اعلان، جہنم میں جانے کے بعد بھی اُن کے سامنے کیا جائے گا، جیسا کہ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ. الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ(سورة الاعراف ،رقم الآيات ٤٤،٤٥)

ترجمہ: اور آواز دیں گے جنت والے، جہنم والوں کو کہ واقعی ہم نے پالیا ہے اس کو، جو عدہ کیا تھا ہم سے ہمارے رب نے حق، تو کیا تم نے بھی پایا ہے اس کو، جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے حق، وہ کہیں گے ہاں! تو اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان کہ اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔ وہ لوگ جو روکتے تھے اللہ کے راستے سے اور تلاش کرتے تھے اس میں کجی اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے تھے (سورہ اعراف)

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا (سورة الاعراف ،رقم الآية ٨٦)

ترجمہ: اور مت بیٹھو تم، ہر راستے پر، ڈراؤ تم، اور روکو تم اللہ کے راستے سے اس کو، جو ایمان لایا، اس پر، اور تلاش کرو تم اس میں کجی کو (سورہ اعراف)

اورسورہ ھود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أُولٰئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّھِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْھَادُ ھٰٓؤُلَاءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ. الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَھُمْ بِالْاٰخِرَةِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ (سورة هود، رقم الآيات ۱۸، ۱۹)

ترجمہ: یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب پر اور کہیں گے گواہ (فرشتے) کہ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر، خبردار! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔ جو روکتے ہیں اللہ کی راستہ سے، اور تلاش کرتے ہیں وہ، اس میں کجی کو، اور یہی آخرت کا انکار کرنے والے ہیں (سورہ ھود)

اورسورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ. الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا اُولٰئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ (سورة ابراهيم، رقم الآيات ۲، ۳)

ترجمہ: اور ''ویل'' ہے کافروں کے لیے شدید عذاب کا۔ وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں دنیوی زندگی کو آخرت پر، اور روکتے ہیں وہ، اللہ کے راستے سے، اور تلاش کرتے ہیں وہ، اس میں کجی کو، یہ لوگ دور کی گمراہی میں ہیں (سورہ ابراہیم)

پھر اس کے بعد سورہ آلِ عمران کی مندرجہ بالا تیسری آیت میں مومنوں کو اہلِ کتاب کے ایک فریق کی اطاعت کے نقصان اور وبال سے اس طرح آگاہ فرمایا گیا کہ:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ یَرُدُّوْکُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کٰفِرِیْنَ''

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے! اگر اطاعت کرو تم، ایک فریق کی، ان لوگوں میں سے، جن کو دی گئی کتاب، تو وہ لوٹا دیں گے تم کو، تمہارے ایمان کے بعد، کافر بنا کر''

معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب کا ایک فریق یہ چاہتا ہے کہ وہ مومنوں کو ایمان سے محروم کر کے، کفر کی طرف لوٹا دے، لہٰذا اس فریق کی اطاعت کرنے اور کہنا ماننے سے، اجتناب کرنا چاہیے، بلکہ ان کے

ساتھ دوستی کرنے سے بھی بچنا چاہیے، جیسا کہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ

(سورة النساء ،رقم الآية ٨٩)

ترجمہ: چاہتے ہیں وہ کہ کاش کہ کفر کرو تم بھی، اس طرح سے، جس طرح سے کفر کیا انہوں نے، پس ہو جاؤ تم برابر، پس نہ بناؤ تم ان میں سے دوست (سورہ نساء)

پھر اس کے بعد سورہ آلِ عمران کی مندرجہ بالا چوتھی آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ:

”وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ“

”اور کیسے کفر کرتے ہو تم، اور تم (وہ ہو کہ) تلاوت کیا جاتا ہے تم پر، اللہ کی آیات کو، اور تم میں اس کا رسول ہے، اور جو مضبوطی سے پکڑ لے گا، اللہ کو، تو بے شک ہدایت دے دی جائے گی اس کو، سیدھے راستے کی طرف“

مطلب یہ ہے کہ تم کیونکر کفر کرتے ہو، جبکہ تمہارے سامنے، اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں، اور تم میں اللہ کا رسول موجود ہے، اور جو اللہ کے احکام کو مضبوطی سے پکڑے گا، وہی سیدھے راستہ کی ہدایت پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ کی آیات انسان پر حجت ہیں، اسی طرح اللہ کے رسول کا کسی قوم میں موجود ہونا بھی بہت بڑی حجت ہے۔

اور اسی وجہ سے احادیث میں صحابۂ کرام کے بعد آنے والے ان مومنوں کی تحسین وتعریف کی گئی ہے، جنہوں نے اللہ کے رسول کو نہیں دیکھا، لیکن پھر بھی وہ اللہ کے رسول پر پختہ ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ شَيْءٍ أَعْجَبُ إِيْمَانًا؟ قِيْلَ: الْمَلَائِكَةُ، قَالَ: كَيْفَ وَهُمْ فِي السَّمَاءِ يَرَوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَرَوْنَ؟ قِيْلَ: فَالْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: كَيْفَ وَهُمْ يَأْتِيْهِمُ الْوَحْيُ؟، قَالُوا: فَنَحْنُ، قَالَ: ”وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَأَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ“ الْآيَةَ، قَالَ:

وَلٰکِنْ قَوْمٌ یَأْتُـونَ مِنْ بَعْدِیْ یُؤْمِنُوْنَ بِیْ وَلَمْ یَرَوْنِیْ، أُولَئِکَ أَعْجَبُ إِیْـمَانًا، وَأُولَئِکَ هُمْ إِخْوَانِیْ، وَأَنْتُمْ أَصْحَابِیْ (المعجم فی أسامی شیوخ أبی بکر الإسماعیلی،لأحمد بن إبراهیم الجرجانی، رقم الحدیث ۱۶۸ ،شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة،للالکائی، رقم الحدیث ۱۶۶۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون سی چیز ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ اس کے جواب میں عرض کیا گیا کہ فرشتے ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، جبکہ فرشتے، آسمان میں اللہ کی طرف سے ان نشانیوں کو دیکھتے ہیں، جو تم نہیں دیکھتے، عرض کیا گیا کہ انبیاء ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، جبکہ اُن کے پاس وحی آتی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں سورہ آلِ عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ’’وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَأَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ آیَاتُ اللّٰهِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُهٗ ‘‘(جس کا مقصد یہ ہے کہ تم کیونکر کفر کر سکتے ہو، حالانکہ تم پر اللہ کی آیات کو تلاوت کیا جاتا ہے، اور تم میں اس کا رسول موجود ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلکہ وہ ایسے لوگ ہوں گے، جو میرے بعد آئیں گے، اور مجھ پر ایمان لائیں گے، اور انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، وہی لوگ ایمان کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ ہوں گے، اور وہ لوگ میرے بھائی ہیں، اور تم میرے اصحاب ہو (المعجم)

مذکورہ حدیث کی سند کمزور ہے، لیکن اس طرح کی حدیث تھوڑے بہت الفاظ اور مضمون کے فرق کے ساتھ دوسری سندوں کے ساتھ بھی مروی ہے، جن میں سے بعض سندیں مضبوط ہیں۔ [1]

---

[1] وأما حدیث أبی هریرة فأخرجه الإسماعیلی فی "معجمه532 - 531 /2) ") والسهمی فی "تاریخ جرجان "(ص 404) وأبو نعیم فی "أخبار أصبهان309 - 308 /1) ") واللالکائی 1669)) من طریق خالد بن یزید العمری ثنا سفیان الثوری عن مالک بن مغول عن طلحة بن مصرف عن أبی صالح عن أبی هریرة رفعه "أی شیء أعجب إیمانا؟ "قیل :الملائکة، قال "کیف وهم فی السماء یرون من الله ما لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ عبداللہ بن محیریز کی معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِأَبِی جُمُعَةَ -رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ :-حَدِّثْنَا حَدِیثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :نَعَمْ، أُحَدِّثُكُمْ حَدِیثًا جَیِّدًا، تَغَدَّیْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا أَبُو عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ :یَا رَسُولَ اللهِ، أَحَدٌ خَیْرٌ مِنَّا، أَسْلَمْنَا مَعَکَ، وَجَاهَدْنَا مَعَکَ؟ قَالَ ": نَعَمْ، قَوْمٌ یَکُونُونَ مِنْ بَعْدِکُمْ یُؤْمِنُونَ بِی وَلَمْ یَرَوْنِی (مسند احمد،رقم الحدیث ۱۶۹۷۷) [1]

ترجمہ: میں نے صحابۂ کرام میں سے ایک شخص،جن کا نام ابو جمعہ (حبیب بن سباع) تھا،ان سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے،جس کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو،انہوں نے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں! میں آپ کے سامنے ایک عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں،ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا،اور ہمارے ساتھ ابوعبیدہ بن جراح بھی تھے،انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ہمارے مقابلہ (کسی جہت سے) بہتر ہے،ہم آپ کے ساتھ اسلام لائے،اور آپ کے ساتھ جہاد کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترورن "قیل :فالأنبیاء ، قال "کیف وهم یأتیهم الوحی "قالوا :فنحن، قال "(وکیف تکفرون وأنتم تتلی علیکم آیات الله وفیکم رسوله) (آل عمران101 :) الآیة .ولکن قوم یأتون من بعدی یؤمنون بی ولم یرونی، أولئک أعجب إیمانا، وأولئک هم إخوانی وأنتم أصحابی"

خالد بن یزید العمری کذبه ابن معین وأبو حاتم، وقال ابن حبان :یروی الموضوعات عن الأثبات.والصحیح مرسل.

قال أحمد بن عبد الجبار العطاردی :ثنا یونس بن بکیر عن مالک بن مغول عن طلحة عن أبی صالح أن رسول الله -صلی الله علیه وسلم -قال، مرسل.

أخرجه البیهقی فی "الدلائل538 /6) ") عن الحاکم ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار به.وقال :هذا مرسل"

قلت :وأحمد بن عبد الجبار ویونس بن بکیر مختلف فیهما، والباقون کلهم ثقات(أَنِیسُ السَّاری،لنبیل بن منصور البصارة،ج ۱،ص ۷۰۰۰،حرف الهمزة)

[1] قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح(حاشیة مسند احمد)

ہاں! وہ لوگ بہتر ہیں، جو تمہارے بعد ہوں گے، وہ مجھ پر ایمان لائیں گے، اور انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا (مسند احمد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی معتبر سند سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي "، قَالَ :فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوَلَيْسَ نَحْنُ إِخْوَانَکَ؟ قَالَ " :أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَلَكِنْ إِخْوَانِي الَّذِينَ آمَنُوا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي " (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۵۷۹) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ بے شک میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کروں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ ہو، اور لیکن میرے بھائی وہ ہیں، جو مجھ پر ایمان لائیں، اور انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث، کچھ اضافی مضمون کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے، مگر اس کی سند میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ [2]

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: حسن لغیرہ (حاشية مسند احمد)

[2] أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الزَّاهِدُ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَهْدِيِّ بْنِ رُسْتُمٍ، ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَتَدْرُونَ أَيُّ أَهْلِ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ إِيمَانًا؟ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمَلَائِكَةُ؟ قَالَ :هُمْ كَذَلِکَ وَيَحِقُّ ذَلِکَ لَهُمْ وَمَا يَمْنَعُهُمْ وَقَدْ أَنْزَلَهُمُ اللَّهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي أَنْزَلَهُمْ بِهَا بَلْ غَيْرُهُمْ قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْأَنْبِيَاءُ الَّذِينَ أَكْرَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِالنُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ؟ قَالَ :هُمْ كَذَلِکَ وَيَحِقُّ لَهُمْ ذَلِکَ وَمَا يَمْنَعُهُمْ وَقَدْ أَنْزَلَهُمُ اللَّهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي أَنْزَلَهُمْ بِهَا بَلْ غَيْرُهُمْ قَالَ :قُلْنَا :فَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ :أَقْوَامٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ فَيُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي وَيَجِدُونَ الْوَرَقَ الْمُعَلَّقَ فَيَعْمَلُونَ بِمَا فِيهِ فَهَؤُلَاءِ أَفْضَلُ أَهْلِ الْإِيمَانِ إِيمَانًا (مستدرک للحاکم، رقم الحدیث ۶۹۹۳)

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبی فی التلخیص: بل محمد بن أبی حمید ضعفوه.

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْنَهُمْ شَرٌّ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَوْمًا جُلُوسٌ ذَكَرُوا مَا بَيْنَهُمْ حَتَّى غَضِبُوا، فَقَامَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ بِالسِّلَاحِ فَنَزَلَتْ: "وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ" الْآيَةُ كُلُّهَا، وَالْآيَتَانِ بَعْدَهَا إِلَى "وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ" (المعجم الكبير،للطبرانی،رقم الحديث ١٢٦٦٦ ، شرح مشكل الآثار للطحاوی، رقم الحديث ٨٥٢)

ترجمہ: ''اوس'' اور ''خزرج'' قبیلے کے لوگوں کے درمیان، جاہلیت کے زمانے میں شر اور فساد برپا تھا، پس ان دونوں قبیلے کے لوگ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے، جس پر اُن کے درمیان، زمانۂ جاہلیت کے شر اور فساد کا ذکر چلا، تو اُن کو غصہ آ گیا، اُن میں سے ایک دوسرے کی طرف اسلحہ لے کر کھڑے ہوگئے، جس پر یہ پوری آیت نازل ہوئی ''وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ'' اور اس کے بعد کے دو یہ آیتیں بھی آخر تک نازل ہوئیں ''وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ'' (طبرانی)

مذکورہ روایت کی سند میں ایک تو ''انقطاع'' پایا جاتا ہے، دوسرے اس روایت کے بعض راویوں کو بہت سے محدثین نے کمزور قرار دیا ہے۔

اس طرح کی روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے، مگر اس میں بھی ایک راوی ''ابراہیم بن ابی اللیث'' غیر معمولی کمزور ہے۔ [1]

---

[1] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي اللَّيْثِ، ثنا الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: "وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ" قَالَ: كَانَ الْأَوْسُ يَتَحَدَّثُونَ إِذْ ذَكَرُوا أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ، فَغَضِبُوا حَتَّى كَانَ بَيْنَهُمْ حَرْبٌ، فَأَخَذُوا السِّلَاحَ، وَمَشَى بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَنَزَلَتْ: "وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ، وَأَنْتُمْ تُتْلَى عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللهِ" إِلَى قَوْلِهِ: فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا (المعجم الكبير،للطبرانی، رقم الحديث ١٢٦٦٧)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال اگر ان روایات کو معتبر مان لیا جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ مسلمانوں کا آپس میں لڑائی جھگڑا، اور قتل وقتال، کفریہ کاموں سے تعلق رکھتا ہے، جیسا کہ اگلی آیات کے ضمن میں آتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي:رواه الطبراني، وفيه إبراهيم بن أبي الليث، وهو متروك(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،تحت رقم الحديث ١٠٨٩٧،كتاب التفسير،قوله تعالى :وكيف تكفرون وأنتم تتلى عليكم آيات الله)

وقال نبيل بن منصور البصارة الكويتي:قال عكرمة :نزلت في شاس بن قيس اليهودى :دس على الأنصار من ذكرهم بالحروب التي كانت بينهم فتمادوا يقتتلون، فأتاهم النبي -صلى الله عليه وسلم -فذكرهم، فعرفوا أنها من الشيطان، فعانق بعضهم بعضا، ثم انصرفوا سامعين مطيعين، فنزلت .قال الحافظ :أخرجه إسحاق في "تفسيره "مطولا، وأخرجه الطبراني من حديث ابن عباس موصولا " مرسل.

أخرجه الواحدى في "أسباب النزول "(ص 66) من طريق إسحاق بن راهويه أنا المؤمل بن إسماعيل ثنا حماد بن زيد ثنا أيوب عن عكرمة قال :كان بين هذين الحيين من الأوس والخزرج قتال في الجاهلية، فلما جاء الإسلام اصطلحوا وألف الله بين قلوبهم، وجلس يهودى في مجلس فيه نفر من الأوس والخزرج، فأنشد شعرا قاله أحد الحيين في حربهم، فكأنهم دخلهم من ذلك، فقال الحى الآخرون :وقد قال شاعرنا في يوم كذا كذا وكذا، فقال الآخرون :وقد قال شاعرنا في يوم كذا كذا وكذا، فقالوا :تعالوا نرد الحرب جذعا كما كانت، فنادى هؤلاء ، يا آل أوس، ونادى هؤلاء :يا آل خزرج، فاجتمعوا وأخذوا السلاح واصطفوا للقتال، فنزلت هذه الآية "يا أيها الذين آمنوا إن تطيعوا فريقا من الذين أوتوا الكتاب يردوكم بعد إيمانكم كافرين" فجاء النبي -صلى الله عليه وسلم -حتى قام بين الصفين فقرأها ورفع صوته، فلما سمعوا صوته أنصتوا وجعلوا يستمعون، فلما فرغ ألقوا السلاح وعانق بعضهم بعضا وجعلوا يبكون.

المؤمل بن إسماعيل صدوق كثير الخطأ، والباقون ثقات.

وأما حديث ابن عباس فأخرجه الطبرى في "تفسيره27 /4) ") وابن أبي حاتم في "تفسيره1069) ") والطبراني في "لكبير12666) ") والواحدى في "أسباب النزول "(ص 67) من طرق عن قيس بن الربيع عن الأغر بن الصباح عن خليفة بن حصين عن أبي نصر عن ابن عباس قال :كانت الأوس والخزرج في الجاهلية بينهم شر، فبينما هم يوما جلوس ذكروا ما بينهم حتى غضبوا، فقام بعضهم إلى بعض بالسلاح، فنزلت (وكيف تكفرون وأنتم تتلى عليكم آيات الله وفيكم رسوله) (آل عمران101 :) الآية كلها والآيتان بعدها إلى (واذكروا نعمت الله عليكم إذ كنتم أعداء فألف بين قلوبكم) (آل عمران103 :).

وإسناده ضعيف لضعف قيس بن الربيع.لكنه لم ينفرد به بل تابعه سفيان الثورى عن الأغر به.

أخرجه البخارى في "الكنى "(ص 76) عن إبراهيم بن نصر الترمذى ثنا الأشجعى عن سفيان به.

وأخرجه الطبراني في "الكبير12667) ") عن عبد الله بن أحمد بن حنبل ثنى إبراهيم بن أبي الليث ثنا الأشجعى به.وأخرجه الواحدى (ص 67) من طريق حاتم بن يونس الجرجاني ثنا إبراهيم بن أبي الليث به.

وإبراهيم بن أبي الليث هو ابن نصر كذبه ابن معين والفلاس وصالح جزرة.

وأبو نصر وثقه أبو زرعة، وقال البزار :لم يرو عنه إلا خليفة، وقال البخارى :لم يعرف سماعه من ابن عباس(أَنِيسُ السَّارى ،ج٨،ص٥٥٢٣،حرف النون، تحت رقم الحديث ٣٨٦١)

صدقہ کے فضائل اور بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

ماہِ ذی قعدہ اور حج کے فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے گیارہویں مہینے ''ذی قعدہ'' کے متعلق فضائل ومسائل اور قابلِ توجہ اُمور پر روشنی ڈالی گئی ہے، نیز ماہِ ذی قعدہ کے حج کے مہینوں میں سے ہونے کی وجہ سے حج وعمرہ کے فرض وواجب ہونے سے متعلق بھی بنیادی اور اُصولی احکام چند رائج منکرات کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں، اور فرض حج میں تاخیر کے حیلے بہانوں پر بھی کلام کیا گیا ہے، اسی کے ساتھ حجِ بدل وحجِ نذر کے مسائل بھی درج کئے گئے ہیں، اور عمرہ کا حکم بھی تحریر کیا گیا ہے، اور چند تحقیقی مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے، اور آخر میں ماہِ ذی قعدہ میں واقع ہونے والے چند تاریخی واقعات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام — اضافہ واصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن

ذُوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے بارہویں مہینے یعنی ''ماہِ ذی الحجہ'' سے متعلق فضائل ومسائل اور بدعات ومنکرات کو مفصّل ومدلّل اور سہل انداز میں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، ماہِ ذی الحجہ خصوصاً عشرۂ ذی الحجہ، شبِ عید، عیدُ الاضحیٰ اور قربانی کے بارے میں قرآن وحدیث میں وارد ہونے والے فضائل ومسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور معتبر کتبِ فقہ وفتاویٰ کے حوالہ جات بھی پیش کیے گئے ہیں، اسی کے ساتھ موجودہ دور میں ان چیزوں سے متعلق پائے جانے والے منکرات وبدعات کو بھی معتدل طریقہ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس طرح یہ رسالہ بحمد اللہ تعالیٰ فضائل ومسائل، دلائل ورذائل کا مجموعہ بن گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)... کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)... غیرُ اللہ کی نذر ونیاز وذبح کا حکم
(4)... رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)... قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)... خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)... محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)... مقدس اوراق کا حکم
(3)... قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)... خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعہ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7 — علمی وتحقیقی رسائل

متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)... تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 12 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... احادیثِ ختمِ نبوت
(2)... شَفَاعَةُ النَّبِيِّ لِأَبَوَيِ النَّبِيِّ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 15 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(2)... سابِ رسول کی سزاء وتوبہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 16 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... جمعہ کے لیے جلدی جانے کی فضیلت کا وقت
(2)... اذانِ جمعہ پر سعی کی تحقیق
(3)... بروزِ جمعہ، نمازِ جمعہ وظہر کے مخصوص مسئلہ کی تحقیق
(4)... جمعہ میں اذنِ عام وحاکم کی تحقیق
(5)... تعددِ جمعہ واذنِ عام کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 17 — علمی وتحقیقی رسائل

(1)... گاؤں میں جمعہ
(2)... عید کے دن مصافحہ ومعانقہ کا حکم
(3)... عید کے اہم مسائل
(4)... نمازِ عید، باجماعت اور تنہاء پڑھنے کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط8)

علامہ ابنِ تیمیہ کا نواں حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

والسلام عليه عند قبره المكرم جائز لما في السنن عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال :(ما من أحد يسلم على إلا رد الله على روحي حتى أرد عليه السلام) . وحيث صلى الرجل وسلم عليه من مشارق الأرض ومغاربها فإن الله يوصل صلاته وسلامه إليه لما في السنن عن أوس بن أوس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال :(أكثروا على من الصلاة يوم الجمعة وليلة الجمعة فإن صلاتكم معروضة على .قالوا : كيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ -أي صرت رميما -قال :إن الله حرم على الأرض أن تأكل لحوم الأنبياء) . ولهذا قال صلى الله عليه وسلم (لا تتخذوا قبري عيدا وصلوا على حيثما كنتم فإن صلاتكم تبلغني) . رواه أبو داود وغيره .فالصلاة تصل إليه من البعيد كما تصل إليه من القريب .وفي النسائي عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال :(إن لله ملائكة سياحين يبلغوني عن أمتي السلام) . وقد أمرنا الله أن نصلي عليه وشرع ذلك لنا في كل صلاة أن نثني على الله بالتحيات ثم نقول :(السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته) . وهذا السلام يصل إليه من مشارق الأرض ومغاربها .

وكذلك إذا صلينا عليه فقلنا :(اللهم صل على محمد وعلى آل

محمد كما صليت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد .وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل إبراهيم إنك حميد مجيد)..........."ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام"وهذا السلام مشروع لمن كان يدخل الحجرة .وهذا السلام هو القريب الذى يرد النبى صلى الله عليه وسلم على صاحبه . وأما السلام المطلق الذى يفعل خارج الحجرة وفى كل مكان فهو مثل السلام عليه فى الصلاة وذلك مثل الصلاة عليه .والله هو الذى يصلى على من يصلى عليه مرة عشرا ويسلم على من يسلم عليه مرة عشرا .فهذا هو الذى أمر به المسلمون خصوصا للنبى صلى الله عليه وسلم بخلاف السلام عليه عند قبره فإن هذا قدر مشترك بينه وبين جميع المؤمنين فإن كل مؤمن يسلم عليه عند قبره كما يسلم عليه فى الحياة عند اللقاء .وأما الصلاة والسلام فى كل مكان والصلاة على التعيين فهذا إنما أمر به فى حق النبى صلى الله عليه وسلم فهو الذى أمر العباد أن يصلوا عليه ويسلموا تسليما .صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليما (مجموع الفتاوى لابنِ تيمية، ج۲۷،ص ۳۲۳ ،وص ۳۲۵، ملخصاً،حب الرسول صلى الله عليه وسلم واجب علينا)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مکرم کے قریب، سلام جائز ہے، جیسا کہ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے کہ''جو کوئی بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے، تو اللہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں''

اور آدمی، زمین کے مشرق اور مغرب کے جس حصے سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے، تو اللہ اس کے درود وسلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتا ہے، جیسا کہ سنن میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''تم مجھ پر جمعہ کے دن، اور جمعہ کی رات میں کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارا درود آپ پر مٹی ہونے

کے بعد کیسے پیش کیا جائے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کردیا ہے، زمین پر اس بات کو کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے'' اوراسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''تم میری قبر کو عید نہ بناؤ، اور تم جہاں کہیں بھی ہو، وہیں سے مجھ پر درود پڑھا کرو، پس بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے'' اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دور سے پڑھا گیا درود بھی پہنچ جاتا ہے، جیسا کہ آپ پر قریب سے پڑھا گیا درود پہنچ جاتا ہے(لہٰذا اس کے پہنچنے کی کیفیت وحیثیت میں غیر معمولی نزاع کرنا، زیادہ اہمیت نہیں رکھتا) چنانچہ سنن نسائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ''اللہ کے فرشتے، زمین میں پھرتے ہیں، جو مجھ تک میری امت کے سلام کو پہنچاتے ہیں''

اور ہمیں اللہ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد پڑھیں، اور اللہ نے ہمارے لیے دورد شریف کو ہر نماز میں اس طرح مقرر کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ''التحیات'' کے ساتھ ثناء کریں، پھر ہم یہ کہیں کہ''**السلام علیک أیھا النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ**'' آخر تک۔

اور یہ سلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک زمین کے مشرق اور مغرب، ہر جگہ سے پہنچ جاتا ہے۔

اور اسی طرح سے جب ہم (نماز اور غیر نماز میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، تو ہم یہ کہیں کہ''**اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ آل إبراھیم إنک حمید مجید .وبارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ آل إبراھیم إنک حمید مجید**''(یہ درود بھی زمین کے مشرق اور مغرب، ہر جگہ سے پڑھا جاتا ہے)............اور جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ''جو شخص بھی مجھ پر سلام کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں'' تو یہ سلام اس کے لیے مشروع

ہے، جو حجرہ میں داخل ہو، اور یہ سلام وہی قریب کا سلام ہے، جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، سلام کرنے والے کو جواب دیتے ہیں۔ [1]

جہاں تک مطلق اُس سلام کا تعلق ہے، جو حجرہ سے باہر کیا جاتا ہے، اور ہر مقام پر کیا جاتا ہے، تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلام کے مثل ہے، جو نماز میں کیا جاتا ہے، اور یہ والا ''سلام'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی طرح ہے، اور یہ وہ درود ہے کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ پڑھتا ہے، تو اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے، اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ سلام پڑھتا ہے، تو اللہ اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل فرماتا ہے۔

پس یہی وہ سلام ہے، جس کا مسلمانوں کو بطورِ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حکم دیا گیا ہے۔

بخلاف اس سلام کے، جو آپ کی قبر کے قریب کیا جاتا ہے کہ ''یہ سلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنوں کے درمیان قدرِ مشترک کے طور پر ہے'' کیونکہ ہر مومن پر اس کی قبر کے قریب سلام کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس پر ملاقات کے وقت دنیوی زندگی میں سلام کیا جاتا ہے۔

اور جہاں تک اس صلاۃ وسلام کا تعلق ہے، جو ہر مقام پر پڑھا جاتا ہے، اور بطورِ خاص نماز میں پڑھا جاتا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں، خاص طور پر اس کا ہی حکم دیا گیا ہے، پس اس کا بندوں کو حکم ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، اور سلام پڑھیں ''صلی اللّٰه علیه وعلی آله وسلم تسلیما'' (مجموعُ الفتاویٰ)

---

[1] علامہ ابنِ تیمیہ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہو کر پڑھے جانے والے سلام کو اس سلام کا درجہ دیتے ہیں، جو مسلمان کی قبر پر پڑھا جاتا ہے، اور وہ اسی سلام کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیئے جانے کے قائل ہیں۔

اور آگے آتا ہے کہ آج کل عام لوگوں کے لیے حجرہ میں داخل ہونا ممکن نہیں، لہٰذا باہر سے پڑھے گئے اس سلام کے سماعت فرمانے اور جواب دینے کا حکم بھی اس پر مرتب نہ ہوگا، اور باہر سے پڑھا گیا سلام، ان کے نزدیک وہ خاص سلام ہے، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، اس کا جواب، اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس مرتبہ سلامتی نازل ہونے کی شکل میں حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ محمد رضوان۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا، سلام بھی پہنچ جاتا ہے، اور درود بھی پہنچ جاتا ہے، البتہ قریب سے کئے جانے والے سلام کی نوعیت، نیز اس کی حد بندی میں اختلاف ہے کہ وہ قبر سے کتنے قریب سے سماعت فرماتے ہیں، اور آج کل عامۃ الناس کو قبر کے اتنے قریب جانا ممکن بھی ہے کہ نہیں؟

جو حضرات بحالاتِ موجودہ عامۃ الناس کے لئے اتنا قرب ممکن نہ ہونے کی وجہ سے بلا واسطہ سماعت کا انکار کرتے ہیں، وہ فرشتوں کے واسطہ سے پہنچ جانے کے قائل ہیں، بلکہ جو حضرات قریب سے سماع کے منکر ہیں، وہ بھی فرشتوں کے واسطہ سے پہنچ جانے کے قائل ہیں۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ اختلاف کی حیثیت اجتہادی ہے، جس میں اجتہادی طور پر دلائل کی رو سے اختلاف وترجیح قابلِ مذمت نہیں۔

مگر افسوس کہ ہمارے یہاں ایک عرصہ سے اس قسم کے اجتہادی وفروعی مسائل میں افراط وتفریط، اور ایک دوسرے کے خلاف تضلیل وتفسیق کی فضاء قائم ہے۔

علامہ ابنِ قیم کا حوالہ

علامہ ابنِ تیمیہ کے شاگرد علامہ ابنِ قیم (المتوفی: 751ھ) فرماتے ہیں:

ان اللـه سبحانه جعل الدور ثلاثا. دار الدنيا .ودار البرزخ. ودار القرار. وجعل لكم دار أحكاما تختص بها. وركب هذا الانسان من بدن ونفس. وجعل أحكام دار الدنيا على الأبدان والأرواح تبعا لها ولهذا جعل أحكامه الشرعية مرتبة على ما يظهر من حركات اللسان والجوارح وان أضمرت النفوس خلافه. وجعل أحكام البرزخ على الأرواح والأبدان تبعا لها. فكما تبعت الأرواح الأبدان فى أحكام الدنيا فتألمت بألمها والتذت براحتها. وكانت هى التى باشرت أسباب النعيم والعذاب تبعت الأبدان الأرواح فى نعيمها وعذابها والأرواح حينئذ هى التى تباشر العذاب والنعيم فالأبدان هنا ظاهرة

والأرواح خفية والأبدان كالقبور لها والأرواح هناک ظاهرة والأبدان خفية فی قبورها تجری أحكام البرزخ على الأرواح فتسرى إلى أبدانها نعيما أو عذابا كما تجرى أحكام الدنيا على الأبدان فتسرى إلى أرواحها نعيما أو عذابا. فأخط بهذا الموضع علما واعرفه كما ينبغي يزيل عنک كل اشكال يورد عليک من داخل وخارج.

وقد أرانا الله سبحانه بلطفه ورحمته وهدايته من ذلک أنموذجا فی الدنيا من حال النائم فإن ما ينعم به أو يعذب فی نومه يجرى على روحه أصلا والبدن تبع له وقد يقوى حتى يؤثرفی البدن تاثيرا مشاهدا فيرى النائم فی نومه أنه ضرب فيصبح وأثر الضرب فی جسمه ويرى أنه قد أكل أو شرب فيستيقظ وهو يجد أثر الطعام والشراب فی فيه ويذهب عنه الجوع والظمأ. وأعجب من ذلک أنک ترى النائم يقوم فی نومه ويضرب ويبطش ويدافع كأنه يقظان وهو نائم لا شعور له بشیء من ذلک وذلک أن الحكم لما جرى على الروح استعانت بالبدن من خارجه ولو دخلت فيه لاستيقظ وأحس فإذا كانت الروح تتألم وتتنعم ويصل ذلک إلى بدنها بطريق الاستتباع فهكذا فی البرزخ بل أعظم فإن تجرد الروح هنالک أكمل وأقوى وهی متعلقة ببدنها لم تنقطع عنه كل الانقطاع. فإذا كان يوم حشر الأجساد وقيام الناس من قبورهم صار الحكم والنعيم والعذاب على الأرواح والأجساد ظاهرا باديا أصلا. وأعجب من ذلک أنک تجد النائمين فی فراش واحد وهذا روحه فی النعيم ويستيقظ وأثر النعيم على بدنه وهذا روحه فی العذاب ويستيقظ وأثر العذاب على بدنه وليس عند أحدهما خبر عند الآخر فأمر البرزخ أعجب من ذلک. ومتى أعطيت هذا الموضع حقه تبين لک أن ما أخبر به الرسول من عذاب القبر ونعيمه وضيقه وسعته وضمه وكونه حفرة من حفر النار أو روضة من رياض الجنة مطابق للعقل وأنه حق لا مرية فيه وإن من أشكل عليه ذلک فمن سوء فهمه

وقلة علمه أتى كما قيل" وكم من عائب قولا صحيحا ...وآفته من الفهم السقيم." (الروح فى الكلام على أرواح الأموات والأحياء بالدلائل من الكتاب والسنة، ص ٦٤، المسألة السادسة وهى أن الروح هل تعاد إلى الميت فى قبره وقت السؤال أم لا، فصل الأمر الثانى أن يفهم عن الرسول مراد من غير غلو ولا تقصير)

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین گھر بنائے ہیں، ایک دارِ دنیا ہے، اور دوسرا دارِ برزخ ہے، اور تیسرا دارِ قرار ہے، اور ہر ایک دار کے لیے اس کے مخصوص احکام بھی مقرر فرمادیئے ہیں، پس دارِ دنیا کے احکام کو''ابدان'' پر مقرر فرمادیا، اور ارواح کو ابدان کے تابع قرار دے دیا، اور اسی وجہ سے دارِ دنیا کے احکامِ شریفہ کو ان چیزوں پر مرتب فرمادیا، جو ظاہر ہوتی ہیں، مثلاً زبان اور اعضاء کی حرکات، اگرچہ دل میں اس کے خلاف چھپا ہوا ہو (اس کا دوسروں کو دنیا میں مکلّف نہیں کیا گیا)

اور برزخ کے احکام کو''ارواح'' کے لیے مقرر فرمادیا، اور ابدان کو ارواح کے تابع قرار دے دیا، پس جس طرح دنیا کے احکام میں ارواح، ابدان کے تابع ہوتی ہیں، اور وہ بدن کی تکلیف کی وجہ سے تکلیف کو، اور بدن کی راحت کی وجہ سے راحت کو محسوس کرتی ہیں، اسی طرح عالمِ برزخ میں ارواح، نعمت وتکلیف کے اسباب کو پاتی ہیں، اور ابدان اس نعمت وتکلیف میں ارواح کے تابع ہوتے ہیں، پس ابدان، دنیا میں ظاہر وغالب ہوتے ہیں، اور ارواح مخفی ہوتی ہیں۔

اور ابدان اُن ارواح کے لئے قبروں کی طرح ہوتے ہیں، اور ارواح، برزخ میں ظاہر وغالب ہوتی ہیں، اور ابدان اپنی قبروں میں مخفی ہوتے ہیں، برزخ کے احکام، ارواح پر جاری ہوتے ہیں، اور ابدان تک سرایت کرتے ہیں، جیسا کہ دنیا کے احکام، ابدان پر جاری ہوتے ہیں، پھر ارواح کی طرف سرایت کرتے ہیں، خواہ نعمت وراحت کی حالت ہو، یا تکلیف وعذاب کی حالت ہو۔

پس آپ اس مقام کا علم اچھی طرح محفوظ کرلیجئے، اور اس طرح سمجھ لیجئے، جس طرح اس کو سمجھنے کا حق ہے، تو آپ کے اندر اور باہر سے پیدا ہونے والے ہر اشکال کا ازالہ

ہو جائے گا۔ [1]

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت اور رشد ہدایت سے ہمیں دنیا میں اس کا ایک نمونہ، سونے والے کی حالت کی شکل میں دکھلا دیا ہے کہ نیند میں انسان، نعمت، یا تکلیف کا احساس کرتا ہے، جو اصل میں تو اس کی روح پر جاری ہوتا ہے، اور بدن اس سلسلے میں اس کی روح کے تابع ہوتا ہے، پھر بعض اوقات خواب میں نظر آنے والی چیز قوی ہوتی ہے،، جس کی وجہ سے بدن میں اس کی تاثیر ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ بعض اوقات، سونے والا دیکھتا ہے کہ اس کو مارا جا رہا ہے، اور وہ چیخ و پکار کر رہا ہے، اور مارنے کا اثر اس کے جسم میں ظاہر ہوتا ہے، اور بعض اوقات سونے والا دیکھتا ہے کہ وہ کھا، یا پی رہا ہے، اور کھانے، پینے کا اثر اس کے منہ میں ظاہر ہوتا ہے، اور اس سے بھوک اور پیاس دور ہو جاتی ہے۔

اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز منظر یہ ہوتا ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ سونے والا، اپنی نیند کی حالت میں کھڑا ہو جاتا ہے، اور پکڑ دھکڑ کرتا ہے، اور دفاع کی کوشش کرتا ہے، گویا کہ وہ جاگا ہوا ہو، حالانکہ وہ سویا ہوا ہوتا ہے، جس کو کسی چیز کا شعور نہیں ہوتا، جس کی وجہ یہی ہے کہ جب حکم، روح پر جاری ہوتا ہے، تو روح، دراصل بدن کے ذریعہ خارج سے مدد حاصل کرتی ہے، اور اگر روح، بدن میں داخل ہو جائے، تو وہ بیدار ہو جاتا ہے، اور محسوس کرتا ہے، پس جب روح، راحت وتکلیف کو پاتی ہے، اور اس کا اثر تابع ہو کر، اس کے بدن تک پہنچ جاتا ہے، تو اسی طرح برزخ میں بھی ہوتا ہے، بلکہ برزخ

[1] لیکن کم فہم، یا بدفہم لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ ''دارِ برزخ'' اور ''عالمِ برزخ'' کے حالات کو ''دارِ دنیا'' اور ''عالمِ دنیا'' پر قیاس کر کے طرح طرح کے شکوک وشبہات میں پڑ جاتے ہیں۔

مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں قبر میں عذاب، یا راحت نظر نہیں آتی۔

حالانکہ قبر کے حالات دراصل ''عالمِ برزخ ودارِ برزخ'' کے حالات ہیں، جہاں روح غالب ہوتی ہے، اور اسی پر اصل حالات جاری ہوتے ہیں، البتہ بدن تک اس طرح سرایت کرتے ہیں کہ زندہ انسانوں کو شعور نہیں ہوتا، کیونکہ مردہ ''برزخ'' میں اور زندہ شخص ''دنیا'' میں ہوتا ہے اور دونوں کے مابین حجاب وپردہ حائل ہے۔

پس جس طرح دنیا میں روح کے حالات نظر نہیں آتے، اسی طرح اگر برزخ میں جسم کے حالات نظر نہ آئیں، تو اس میں شبہ واعتراض کا کیا مطلب؟ محمد رضوان۔

میں زیادہ شدت کے ساتھ بدن تک پہنچتا ہے، کیونکہ برزخ میں روح کا، بدن سے تجرد (اور الگ تھلگ ہونا) زیادہ کامل، اور زیادہ قوی ہوتا ہے (چنانچہ روح اپنے اپنے حسبِ عمل، سجیین اور علیین، یہاں تک کہ رفیقِ اعلیٰ، اور جنت وجہنم سے بھی منسلک ہو جاتی ہے) لیکن اس کے باوجود روح، بدن کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے، اس سے بالکلیہ منقطع نہیں ہوتی۔ [1]

پھر جب حشر کے دن اجسام کو دوبارہ محشور کیا جائے گا، اور لوگوں کو اپنی قبروں سے اٹھایا جائے گا، تو حکم، اور نعمت وعذاب روح اور جسم دونوں پر اصل حالت میں غالب اور واضح ہو جائے گا۔

اور اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ آپ بعض اوقات کئی سونے والوں کو دیکھتے ہیں، جو ایک ہی بستر پر ہوتے ہیں، لیکن ایک کی روح، نعمت وراحت میں ہوتی ہے، اور جب وہ بیدار ہوتا ہے، تو اس کی نعمت کا اثر اس کے بدن پر موجود ہوتا ہے، اور دوسرے کی روح، تکلیف میں ہوتی ہے، اور جب وہ بیدار ہوتا ہے، تو اس کی تکلیف کا اثر اس کے بدن پر موجود ہوتا ہے، لیکن ایک کی حالت کی دوسرے کو خبر نہیں ہوتی، جبکہ برزخ کا معاملہ اس سے کہیں زیادہ تعجب خیز ہے۔

اور جب آپ اس مسئلہ کو اس کا حق دیں گے (اور توجہ ویکسوئی سے غور کریں گے) تو آپ پر قبر کے عذاب، قبر کی نعمت، قبر کی تنگی، قبر کی وسعت، اور قبر کے دبوچنے، اور قبر کے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، یا جنت کے باغوں میں سے باغ ہونے کے متعلق وہ تمام چیزیں کھل جائیں گی، جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ وہ عقل کے مطابق ہیں، اور برحق ہیں، جن میں کوئی شبہ نہیں، اور جس کو اس میں شبہ ہوگا، تو وہ اس کی بدفہمی، اور قلتِ علم کا نتیجہ ہوگا، جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ”کتنے عیب منسوب

---

[1] اور بظاہر دو الگ الگ چیزوں کا ایک دوسرے کے ساتھ، تعلق موجودہ سائنسی شعبہ میں بھی ثابت ہو چکا ہے، جیسا کہ سافٹ ویئر پروگرام زمین پر موجود ہارڈ ویئر کے ساتھ منسلک ہو کر، فضاء کے ساتھ منسلک ہوتا ہے، اور فضاء میں دور دراز اور بلند وبالا مقامات پر اپنا کام سرانجام دیتا ہے۔ محمد رضوان خان۔

کیے والے قول صحیح ہوتے ہیں، جن کی آفت (یعنی ان پر عیب لگانے کا سبب) کم فہمی ہوتی ہے'' (الروح)

مذکورہ عبارت سے عالمِ برزخ وقبر سے متعلق پیدا ہونے والے بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ جن نصوص میں ''قبر'' کا ذکر آیا ہے، اس سے مراد برزخ ہی ہے، کچھ اور نہیں، قبر اور برزخ میں ''عام، خاص مطلق'' کی نسبت ہے، ''قبر'' دراصل ''برزخ'' کا فرد ہے، قبر، یا زمین کے جس حصے میں بھی جسم کے اجزاء ہوں، وہاں سے روح کا تعلق وکنکشن تو ہوتا ہے، لیکن روح صرف اس حصۂ زمین تک محصور ومحدود نہیں ہوتی، بلکہ اس کا مقام ومستقر، اور اس کا جولان واحتباس، ہر شخص کے حسبِ عمل جہاں اللہ کو منظور ہوتا ہے، وہاں ہوتا ہے، جس طرح سونے والے کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے، لیکن اس کی روح کا جولان واحتباس دیگر مقامات پر بھی ہوتا ہے۔ (جاری ہے..........)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

مولانا اسماعیل شہید کے چند علمی جوابات

(28-شعبان-1443ھ)

حضرت مولانا سید اسماعیل شہید دہلوی رحمہ اللہ سے کچھ طلبہ نے چند سوالات کیے تھے، جن کے حضرت نے جوابات دیئے تھے، ان سوالات وجوابات کا ایک اقتباس، موجودہ دور کے مسلمانوں اور خاص کر علماء وطلباء کے لیے انتہائی مفید ہے، جس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

طلبہ کا سوال:...... آپ امام ابوحنیفہ کو کیسا سمجھتے ہیں؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... ایک بڑا زبردست فقیہ، فخرِ مسلمین خیال کرتا ہوں۔

طلبہ کا سوال:...... جو فقہی مسائل ان (یعنی امام ابوحنیفہ) کے ہیں، آپ انہیں تسلیم کرتے اور مانتے ہیں؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... اکثر کو تسلیم کرتا ہوں، مگر بعض وہ مسائل، جو حدیث میں موجود ہیں (ان کو تسلیم نہیں کرتا)۔

طلبہ کا سوال:...... آپ میں اتنی سمجھ ہوگئی کہ آپ ان (یعنی امام ابوحنیفہ) کے بعض فقہی مسائل کو ناپسند، اور اکثر کو پسند کرنے کے مجاز ہیں؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... نہیں، حاشا وکلا! یہ میں نے دعویٰ نہیں کیا، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ امام اعظم کو جو حدیث نہیں پہنچی، اور وہاں انہوں نے اپنی رائے سے (کوئی دوسرا حکم) بیان کیا، اور اس کے خلاف حدیث موجود ہے، تو ہمارا فرض ہے کہ حدیثِ نبوی کے آگے، امام اعظم کا قول، یا رائے تسلیم نہ کریں۔

طلبہ کا سوال:...... اور جو اس کے خلاف کرلے(یعنی حدیث کے برخلاف امام ابوحنیفہ کے قول کو ہی مانے)اسے آپ کیا کہتے ہیں؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... ابھی تک میں نے اس کی بابت غور نہیں کیا، پھر بھی میں اتنا کہتا ہوں، چاہے میرا خیال درست ہو، چاہے نادرست، کہ وہ اچھا نہیں کرتا، کیونکہ امام صاحب خود فرماتے ہیں کہ ”اگر میرے قول کے خلاف کوئی حدیث ملے، تو اس میرے قول کو نہ مانو“۔

طلبہ کا سوال:...... کیا امام اعظم، حدیث نہیں جانتے تھے؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... جانتے کیوں نہیں تھے، مگر وہ زمانہ احادیث کی اختراعات کا ایسا غضب ناک تھا کہ یکایک ہر حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ڈرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اکثر مسائل میں اپنی رائے (واجتہاد) سے کام لیا ہے۔ [1]

طلبہ کا سوال:...... کیا اس سے وہ (یعنی امام ابوحنیفہ) ملزم ٹھہر سکتے ہیں؟

مولانا اسماعیل شہید کا جواب:...... نہیں، ہرگز نہیں! ان کا دامنِ تقدس ہر بے جا الزام سے بالکل پاک ہے، ہاں اگر یہ کہتے کہ ”صحیح حدیث پہنچنے پر بھی تم میرے قول پر عمل کیے جاؤ“ تب تو جائے اعتراض ہوسکتی ہے، اور جب وہ یہ نہیں فرماتے، پھر ان پر کسی طور کا الزام قائم کرنے والا جھوٹا ہے (حیاتِ طیبہ، ص ۵۸، ۵۹، مؤلفہ: مولانا مرزا حیرت دہلوی مرحوم، مطبوعہ: ثنائی برقی پریس، امرتسر، رمضان ۱۳۵۱ھ، جنوری 1933ء)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کو جو حدیث نہیں پہنچی، یا جس کی سند، یا دلالت پر ان کو اطمینان حاصل نہ ہوا، وہاں اس کے بجائے، قیاس واجتہاد سے کام لیا، اور اس اجتہاد پر وہ ماجور ہیں، اگرچہ وہ قول فی الواقع، یا دوسرے کی نظر میں مرجوح، یا خطاء پر مبنی، اور حدیث کے خلاف کیوں نہ ہو، اور اگرچہ دوسرے مجتہدین ومحدثین کو وہ احادیث، اطمینان بخش سند کے ساتھ پہنچ گئی ہوں، اور ان کا قول، ان احادیث کے موافق ہو، ایسی صورت میں احادیث قابلِ عمل ہوں گی، اور ان کے خلاف عمل درست نہ ہوگا، کیونکہ اگر امام ابوحنیفہ کو اطمینان بخش طریقہ پر وہ احادیث پہنچ جاتیں، تو وہ بھی ان احادیث پر عمل کرتے، اور ان احادیث کی مخالفت ہرگز نہ کرتے، لہٰذا ان کے مقلدین کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ محمد رضوان۔

’’اتباعِ ھویٰ‘‘اور’’یُسر‘‘میں فرق

(05-رمضان-1443ھ)

جب کسی مسئلہ میں فقہی واجتہادی اصولوں کے مطابق’’یُسر اور آسانی‘‘موجود ہو، مثلاً کسی ایک امام کے قول پر عمل کرنے میں دشواری کا سامنا ہے، اور دوسرے امام ومجتہد کے معتبر ومستند قول پر عمل کرنے میں سہولت وآسانی پائی جاتی ہے، اور کوئی عامی شخص اس سہولت وآسانی والے قول پر مشتمل ،امام کی تقلید کر کے اس پر عمل کرے، تو آج کل بعض علماء کی طرف سے اس کو اتباعِ ھویٰ، یا ہوائے نفسانی، اور ناجائز لذتِ نفسانی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور اس کو ناجائز ٹھہرایا جاتا ہے۔

لیکن قرآن وسنت اور جمہور امت کے نزدیک مذکورہ موقف درست نہیں۔

جس کی وجہ یہ ہے کہ’’یُسر اور آسانی‘‘ کی قرآن وسنت میں فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے، جبکہ محض اتباعِ ھویٰ کی قرآن وسنت میں مذمت بیان کی گئی ہے۔

سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٨٥)

ترجمہ: ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ یُسر کا، اور نہیں ارادہ کرتا وہ تمہارے ساتھ عُسر کا (سورہ بقرہ)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے ساتھ’’یُسر‘‘ کا ارادہ کرنا، اور’’عُسر‘‘ کا ارادہ نہ کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ’’صفتِ یُسر‘‘ مطلوب ومحمود ہے، مذموم نہیں۔

اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا، اور دوسروں کو تاکید فرمائی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا، وَلَا تُنَفِّرُوْا(صحيح البخاری، رقم الحديث ٦٩)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آسانی پیدا کرو، اور مشکل پیدا نہ کرو، اور (اپنے آپ اور دوسروں کو) خوشخبری سناؤ، اور (سختی کر کے، دین سے) متنفر نہ کرو (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهِ فِيْ بَعْضِ أَمْرِه، قَالَ :بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٧٣٢ "٦")

ترجمہ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لئے بھیجتے تھے، تو یہ فرماتے تھے کہ تم (اپنے آپ کو اور دوسروں کو) خوشخبری سناؤ، اور (سختی کر کے، دین سے) متنفر نہ کرو، اور آسانی پیدا کرو، اور مشکل پیدا نہ کرو (مسلم)

تخفیف وتیسیر اور آسانی وسہولت کے محمود وپسندیدہ ہونے، اور سختی وتشدد کے مذموم وناپسندیدہ ہونے سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص اور اہلِ علم حضرات کی تصریحات اتنی زیادہ ہیں کہ جن کو اس موقع پر جمع کرنا مشکل ہے، اور ہم نے یہ تفصیل اپنے الگ مضمون میں ذکر کردی ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا .يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا (سورة النساء، رقم الآيات ٢٧، ٢٨)

ترجمہ: اور اللہ چاہتا ہے کہ وہ توبہ کرے تم پر، اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو خواہشات کی پیروی کرتے ہیں کہ مائل ہوجاؤ تم، بہت زیادہ مائل ہونا۔ چاہتا ہے اللہ کہ تخفیف کرے تم سے، اور پیدا کیا گیا ہے انسان کو ضعیف (سورہ نساء)

مذکورہ آیات میں خواہشات کی پیروی کو باطلین کا طریقہ بتلایا گیا ہے، اور ساتھ ہی اللہ کی طرف سے بندوں کے ساتھ تخفیف کی چاہت کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ ائمۂ مجتہدین، متبعینِ شہوات میں داخل نہیں، اور تخفیف وسہولت، بذاتِ خود بری چیز نہیں، اور راجح قول کے مطابق، مذہبِ معین کا التزام واجب نہیں، لہٰذا اس سلسلے میں مجتہدین کی اتباع وتقلید کرنے والا بھی متبعِ شہوات نہیں، بلکہ متبعِ مجتہد ہے۔

پس کسی ضرورت وتخفیف اوریُسر وسہولت کی بناء پر مجتہدین میں سے کسی کے قول پر عمل کرنا بھی ناجائز وگناہ نہیں، جب تک کوئی مستقل گناہ والی دوسری بات شامل نہ ہو۔

چنانچہ ’’تفسیرِ خازن‘‘ میں سورہ نساء کی مندرجہ بالا آیات کے ذیل میں ہے کہ:

’’شہوات کی اتباع، کرنے والوں کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ شہوات کی اتباع، کرنے والوں سے یہود ونصاری مراد ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ شہوات کی اتباع، کرنے والوں سے بطورِ خاص یہود مراد ہیں، کیونکہ وہ بھانجی کے ساتھ نکاح کو حلال کہتے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ شہوات کی اتباع، کرنے والوں سے مجوسی مراد ہیں، کیونکہ وہ بہنوں اور بھانجیوں کے ساتھ نکاح کو حلال سمجھتے تھے، جس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی، اور ایک قول یہ ہے کہ شہوات کی اتباع، کرنے والوں سے ’’زناکار‘‘ مراد ہیں۔

اور شہوات کی اتباع، کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرف مائل ہوکر، حق سے ہٹ جاؤ، اور گناہوں اور محرمات میں مبتلا ہوجاؤ۔

اور اللہ، تم سے شریعت کے احکام میں آسانی کو چاہتا ہے، جس کا قرآن وسنت میں کثرت سے ذکر ہے‘‘۔ انتھٰی۔

(ملاحظہ ھو: تفسیرالخازن، ج ۱، ص ۳۶۶، سورۃ النساء)

نہ تو خود مجتہدین، متبعینِ شہوات میں داخل ہیں اور نہ ہی ان کی اتباع کرنے والے ہیں، اور نہ ہی مجتہدین اور ان کے متبعین، حق سے ہٹنے اور محرمات میں مبتلا ہونے والوں میں داخل ہیں، اس لیے وہ مذکورہ آیات کے مفہوم ومصداق سے خارج ہیں، بلکہ وہ سب حق کی اتباع کرنے والے ہیں۔

اور ’’تفسیرِ مظہری‘‘ میں سورہ نساء کی مندرجہ بالا آیات کے ذیل میں ہے کہ:

ويريد الذين يتبعون الشهوات يعنى الفجار فاما من وضع شهوته فيما امر به الشرع فهو متبع للشرع دون الشهوة وقيل المراد بهم الزناة وقيل المجوس حيث يحلون المحارم وقيل اليهود فانهم يحلون الأخوات من الأب وبنات الأخ والاخت أن تميلوا ميلا عظيما عن الحق يعنى مستحلين الحرام فانه أعظم ميلا الى الباطل من اقتراف

الذنب مع الاعتقاد بحرمته.

یرید اللہ أن یخفف عنکم ولذلک شرع لکم الشریعة الحنفیة السمحة السهلة وأحل بعض ما کان محرما علی من قبلکم (التفسیر المظهری، ج ۲، ص ۸٦، سورة النساء)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں وہ لوگ، جو شہوات کی پیروی کرتے ہیں، یعنی فاسق وفاجر لوگ، جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے، جو اپنی شہوت کو شریعت کے حکم کے موقع پر استعمال کرے، تو وہ شریعت کی اتباع کرنے والا کہلاتا ہے، شہوت کی اتباع کرنے والا نہیں کہلاتا، اور شہوت کی اتباع کرنے والوں کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ وہ مجوسی ہیں، جو حرام چیزوں کو حلال سمجھتے تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہودی ہیں، کیونکہ وہ باپ شریک بہنوں اور بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حلال سمجھتے تھے۔

مذکورہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تم بہت زیادہ حق سے پھر جاؤ، یعنی حرام کو حلال سمجھنے لگو، کیونکہ باطل کی طرف بڑا میلان یہی ہے، جس میں گناہ کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ، اس کے حرام ہونے کا اعتقاد بھی متاثر ہوجاتا ہے۔

اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کرے، اسی لیے تمہارے لیے شریعتِ حنفیہ کو جاری فرمایا، جو سہولت اور چشم پوشی پر مبنی ہے، اور اس طرح کی کئی چیزوں کو حلال قرار دیا، جو تم سے پہلے لوگوں پر حرام تھیں (تفسیرِ مظہری)

سورہ نسآء کی مذکورہ بالا آیات میں آگے پیچھے متبعینِ شہوات کا ارادہ اور اللہ کا ارادہ، ایک دوسرے کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔

ظاہر ہے کہ متبعینِ شہوات کا جو ارادہ ہے، وہ اللہ کے ارادہ کے مقابل ہے، پس تخفیف کا ارادہ کرنے والا متبعینِ شہوات کے ارادہ والوں سے خارج ہے، کیونکہ اس کا ارادہ حق کی اتباع ہے، اگرچہ پھر وہ اس کی خواہش کے موافق کیوں نہ ہو۔

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ أَهْوَائَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ(سورة القصص،رقم الآية ٥٠)

ترجمہ: پھر اگر وہ آپ کی بات کو قبول نہ کریں، تو یہ بات جان لیجیے کہ وہ صرف اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں، اور اس سے بڑا گمراہ کون ہوگا، جو اتباع کرے، اپنی خواہش کی، اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر (سورہ قصص)

اور سورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَهْوَائَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ(سورة الروم،رقم الآية ٢٩)

ترجمہ: بلکہ اتباع کی ان لوگوں نے، جنہوں نے ظلم کیا، اپنی خواہشات کی، بغیر علم کے (سورہ روم)

اور سورہ جاثیہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ(سورة الجاثية،رقم الآية ١٨)

ترجمہ: پس آپ اتباع کیجئے اس (شریعت) کی، اور مت اتباع کیجئے ان لوگوں کی خواہشات کی، جو علم نہیں رکھتے (سورہ جاثیہ)

مذکورہ آیات میں اتباعِ ہویٰ کی مذمت میں ’’بغیر ھدیً من اللہ ‘‘اور’’بغیر علم ‘‘اور ’’لایعلمون ‘‘ کی قیود مذکور ہیں، جبکہ مجتہد کا اجتہاد، اللہ کی طرف سے ایسی ہدایت ہوتا ہے، جس کے خطاء ہونے پر بھی ایک اجر حاصل ہوتا ہے۔

نیز مجتہد کا اجتہاد، علم کے بغیر نہیں ہوتا، بلکہ علمِ عالی کے ذریعہ سے ہوتا ہے، دین وشریعت سے لاعلم شخص، مجتہد کیسے ہوسکتا ہے؟

اس لیے مجتہد کی ایسے مسئلے میں تقلید کرنا کہ جس مسئلے کا مجتہَد فیہ ہونا مسلّم ہو، بالخصوص جبکہ وہ مجتہد کا معروف مذہب بھی ہو، ایسی اتباعِ ھویٰ میں داخل قرار دیا جانا مستبعد ہے، جس کو مذموم قرار دیا جاسکے۔

اور اصل بحث مجتہد کی تقلید کی صورت میں ہے، اور یہ تقلید غیر مجتہد کو کرنے کا حکم ہے، جبکہ مجتہد پر تقلید

واجب ہی نہیں ہوتی۔

اور جو غیر مجتہد کسی مجتہد کی تقلید کیے بغیر اتباعِ ھویٰ سے کام لے، یعنی اس کا جو دل چاہے، وہی کام کر لے، وہ ہماری بحث سے خارج ہے۔

''تفسیرِ سمعانی'' میں سورہ قصص کی مذکورہ بالا آیت کے ذیل میں ہے کہ:

وقوله:(ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله) أى :بغير بيان من الله، وفى الآية دلالة على أنه يجوز أن يكون الهوى موافقا للحق، وإن كان نادرا (تفسير السمعانى، ج۴،ص ۱۴۶ ،سورة القصص)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''**ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله**'' میں ''**بغير هدى من الله**'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے بیان کے بغیر۔

اور اس آیت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ خواہش کا، حق کے موافق ہونا، جائز ہے، اگر چہ ایسا کم ہوتا ہے (تفسیرِ سمعانی)

اور یہ بات اپنی جگہ طے ہو چکی ہے کہ ائمۂ مجتہدین کے درمیان اکثر و بیشتر اجتہادی واختلافی مسائل میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی، اور اسی لیے عامی شخص کو ان میں سے کسی امام و مجتہد کی اتباع کرنا جائز ہوتا ہے، اور اس کو تمام مذاہب کو **صواب محتمل الخطاء** سمجھنا درست ہوتا ہے، پس جب یہ ایک حق عمل ہوا، تو خواہش کا اس کے موافق ہونا بھی جائز ہوا، جس طرح بھوک کے وقت کھانے کی خواہش، پیاس کے وقت پانی کی خواہش، اور بیوی سے شہوت پوری کرنے کی خواہش اور اس طرح کی ہزاروں خواہشات، حق کے موافق ہونے کی وجہ سے ناجائز نہیں کہلاتیں، اسی طرح **مجتهد فيه** امور میں مجتہدین میں سے کسی کے قول کا ہونا بھی ناجائز نہیں کہلائے گا، جب تک اس کی بناء کوئی واضح ممنوع حکم نہ ہو۔

اور ''**تفسیر بحرُ العلوم**'' میں سورہ روم کی مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں ہے کہ:

قال عز وجل :بل اتبع الذين ظلموا أهواء هم يعنى :اتبع الذين كفروا أهواء هم بعبادة الأوثان بغير علم يعنى :بغير حجة (تفسیر بحر

العلوم،للسمرقندی، ج۳،ص ۱۱،سورۃ الروم)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے ارشاد میں وہ لوگ مراد ہیں، جنہوں نے کفر کیا، انہوں نے بتوں کی عبادت کر کے اپنی خواہشات کی بغیر علم کے پیروی کی، یعنی بغیر حجت کے پیروی کی (تفسیر بحرالعلوم)

اور یہ بات واضح ہے کہ مجتہد کے پاس اپنے اجتہاد کی دلیل ہوتی ہے، وہ دلیل اور علم کی ہی اتباع کرتا ہے، اور اس کی تقلید کرنے والا بھی اس کے پاس دلیل اور علم ہونے کے اعتقاد کی بنیاد پر ہی تقلید کرتا ہے، پس جس طرح مجتہد کا اجتہاد، علم کی روشنی میں، اور حجت کے تحت ہوتا ہے، اسی طرح اس کے مقلد کا بھی معاملہ ہے۔

اور''تفسیرِ سمعانی''میں سورہ روم کی مذکورہ آیت کے ذیل میں ہے کہ:

وقوله :(بغير علم) أی :اتبعوا أهواء هم جهلا بما لا (يجب) عليهما(تفسير السمعانی، ج۴،ص ۲۰۸،سورة الروم)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ''**بغیر علم**''اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی، ناواقف ہوتے ہوئے اس چیز سے جو اُن پر واجب نہیں تھی (تفسیر سمعانی)

اور''تفسیرِ قرطبی''میں سورہ روم کی آیت کے ذیل میں ہے کہ:

قوله تعالى :(بل اتبع الذين ظلموا أهواء هم بغير علم) لما قامت عليهم الحجة ذكر أنهم يعبدون الأصنام باتباع أهوائهم فی عبادتها وتقليد الأسلاف فی ذلك(تفسير القرطبی، ج۱۴،ص ۲۳،سورة الروم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد''**بل اتبع الذين ظلموا أهواء هم بغير علم**''جب ان پر حجت قائم ہوگئی، تو یہ ذکر فرمایا کہ وہ بتوں کی عبادت اپنی خواہشات کی اتباع میں کرتے ہیں، اور اس سلسلے میں اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہیں (تفسیر قرطبی)

مجتہدین کی ایسی تقلید جائز ہے، جس میں ان کو محض شارح سمجھا جائے، اور ان کو اللہ کے مقابلے میں

اربابِ اختیار نہ بنایا جائے۔

اور ہمارے زیرِ بحث ایسی ہی تقلید ہے۔

قرآن مجید کی بعض دوسری آیات میں بھی ''اتباعِ ہویٰ کے بارے میں اسی طرح کا مضمون آیا ہے۔ [1]

لہٰذا مجتہدین کی جائز طریقہ پر تقلید کرنے والا اپنی ناجائز خواہشات کی اتباع کرنے والا ہرگز نہیں کہلاتا۔

''الموسوعةُ الفقهية الكويتية'' میں ہے کہ:

إذا وافق الهوى الشرع فهو محمود، أما إذا خالفه فهو مذموم، وقد نهى الشرع عن اتباع الهوى المذموم بالآيات والأحاديث، أما الآيات فمنها قوله تعالى :"فلا تتبعوا الهوى أن تعدلوا" وقال تعالى :"ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله" وقال تعالى :"وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى،فإن الجنة هي المأوى" (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۴۲،ص ۱۱۳،مادة"هوى")

ترجمہ: جب ''ھویٰ'' شریعت کے موافق ہو، تو وہ محمود ہے، لیکن جب شریعت کے مخالف ہو، تو وہ مذموم ہے، اور شریعت نے مذموم اتباعِ ھویٰ کی مختلف آیات اور احادیث کے ذریعے سے ممانعت فرمائی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''**فلا تتبعوا الهوىٰ أن تعدلوا** '' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''**ولا تتبع الهوىٰ فيضلك عن سبيل الله** '' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''**وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ،فإن الجنة هي المأوىٰ**'' (الموسوعة الفقهية الكويتية)

---

[1] فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا (سورة النساء،رقم الآية ۱۳۵)

يٰدَاوُوْدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (سورة ص،رقم الآية ۲۶)

ولا تتبع الهوى أى لا تمل مع ما تشتهى إذا خالف أمر الله تعالى فيضلك عن سبيل الله أى عن دين الله وطريقه (لباب التأويل فى معانى التنزيل، المعروف بالخازن، ج۴،ص ۳۹،سوره ص)

معلوم ہوا کہ قرآن وسنت میں اتباعِ ھویٰ کی جو مذمت بیان کی گئی ہے، اس سے وہ مذموم اتباعِ ھویٰ ہی مراد ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے، اور جب کسی شخص پر متعین مجتہد کی تقلید واجب نہ ہو، تو اس کے لیے مجتہدین میں سے کسی کی بھی تقلید کر لینا جمہور کے نزدیک مذموم نہیں، پھر اس پر ھویٰ کے موافق ہونے کی وجہ سے مذموم ہونے کا حکم لگانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

اور احادیث میں بھی اس امت میں ایسے زمانے کی پیش گوئی آئی ہے، جب اتباعِ ہویٰ ہونے لگے گی۔

چنانچہ حضرت ابو امیہ شعبانی سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ: (عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ) ؟ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيْرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ، فَعَلَيْكَ -يَعْنِي -بِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيْهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيْهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ ،وَزَادَنِيْ غَيْرُهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۳۴۱، موارد الظمآن الى زوائد ابن حبان، رقم الحديث ۱۸۵۰) [1]

ترجمہ: میں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ آپ (سورہ مائدہ کی) اس آیت ’’علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ‘‘کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ تم

[1] قال شعيب الارنؤوط: حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، یہاں تک کہ جب ایسی حالت پیش آ جائے کہ تم ایسا بخل دیکھو، جس کی اطاعت کی جائے، اور ایسی خواہش دیکھو، جس کی اتباع کی جائے، اور دنیا کو ترجیح دی جائے، اور ہر رائے والا اپنی رائے کو اچھا سمجھے، تو تم اپنی ذات کو لازم پکڑ لو، اور عوام کو چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے آگے صبر کا زمانہ ہوگا، اس میں صبر کرنا انگارے کو پکڑنے کی طرح ہوگا، ان لوگوں میں عمل کرنے والوں کے پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا، دوسرے راوی نے یہ اضافہ بھی کیا کہ ابوثعلبہ خشنی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کے (یعنی اس زمانہ والے) پچاس لوگوں کے برابر ثواب ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نہیں، بلکہ) تم میں سے پچاس لوگوں کے اجر کے برابر ثواب حاصل ہوگا (سنن ابی داؤد، موارد الظمآن)

مذکورہ حدیث میں اتباع کی جانے والی خواہش کے زمانے کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن کسی شرعی حکم میں تشدید وسختی پیدا کرنے کے بجائے، عمل کرنے والوں کے اجر وثواب کا نہایت عالی شان ثواب کا باعث ہونا بیان کیا گیا ہے۔

مذکورہ حدیث کی شرح میں ''حسین بن محمود مظہری حنفی'' نے فرمایا کہ:

''یعنی معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا کہ لوگ، اپنے بخل کی اطاعت کریں گے، وہ زکاۃ اور کفارات اور نذور اور صدقۂ فطر ادا نہیں کریں گے، اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کریں گے، اور ان کا نفس انہیں جو حکم دے گا، ہر اس چیز کی اتباع کریں گے، اور اعمالِ صالحہ کو ترک کر کے مال ودولت کو ترجیح دیں گے، اور ہر ایک اپنی رائے کو اچھا سمجھے گا، اگرچہ وہ رائے بری ہو، اور اپنے طرزِ عمل میں علماء کی طرف رجوع نہیں کرے گا، بلکہ خود اپنے آپ میں مفتی ہوگا''۔انتہٰی۔

(المفاتیح فی شرح المصابیح، ج۵، ص ۲۶۵، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف)

اور مذکورہ حدیث کی شرح میں ''ابن ملک حنفی'' نے فرمایا کہ:

''اطاعت کی جانے والے بخل کا مطلب یہ ہے کہ بخل اس درجے غالب آ جائے گا کہ

بخل کرنے والا زکاۃ، فطر، کفارات اور نذور اور اپنے ذمہ واجب شدہ نفقہ کے حقوق کو ادا نہیں کرے گا، اور ہر ایک اپنی اس خواہش کی اتباع کرے گا، جو اس کو، اس کا نفس حکم دے گا، اور مال و دولت جمع کر کے نیک اعمال پر دنیا کو ترجیح دی جائے گی، اور ہر ایک اپنے فعل کو اچھا سمجھے گا، اگرچہ واقع میں وہ برا ہو، اور اپنے فعل کے لیے علماء کی طرف رجوع نہیں کرے گا''۔ انتہٰی۔

(شرح مصابیح السنة، ج۵، ص ۳۶۹، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف)

اور مذکورہ حدیث کی شرح میں ''ملاعلی قاری حنفی'' نے فرمایا کہ:

''نفس کی خواہش کی پیروی کی جائے گی، اور ہدایت کا راستہ ترک کر دیا جائے گا، جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک اپنی خواہش کی اتباع کرے گا، اور اس کا نفسِ امارہ، اسے جو حکم دے گا، اور جس کی اسے خواہش ہوگی، اس کی اتباع کرے گا، اور ہر رائے والا اپنی رائے کو پسند کرے گا، کتاب و سنت اور اجماعِ امت اور قیاس اور قوی دلائل کو ترک کر دے گا، اور ائمۂ اربعہ کے طریقہ کو ترک کر دے گا''۔ انتہٰی۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۸، ص ۳۲۱۴، کتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف)

اور ہماری تمام بحث علماء، بلکہ فقہاء و مجتہدین کی آراء کی اتباع و تقلید کے دائرے میں ہے، جن کی رائے قرآن و سنت، اجماعِ امت اور قیاس وغیرہ جیسے دلائل پر مبنی ہے۔

اس لیے وہ مذکورہ حدیث میں اتباعِ ھویٰ سے خارج ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کو ''اھلُ الاھواء'' میں داخل نہیں مانا گیا، بلکہ اہلِ بدع کو ''اھلُ الاھواء'' قرار دیا گیا ہے، بعض احادیث میں بھی اہلُ السنۃ کے مقابلے میں اہلِ بدعت کے فرقوں کو ''اھلُ الاھواء'' قرار دیا گیا ہے، تو اہلُ السنۃ کے مجتہدین وائمہ کو ''اھلُ الاھواء'' اور ان کے مقلدین و متبعین کو ''ھوائے نفسانی'' کے مقلد و متبع کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مشکاۃُ المصابیح'' کی شرح ''مرقاۃُ المفاتیح'' میں فرمایا کہ:

(الأهواء) : جمع هوى وهو ميل النفس إلى ما تشتهيه، والمراد هنا البدعة، فوضعها موضعها وضعا للسبب موضع المسبب لأن هوى

الرجل هو الذى يحمله على إبداع الرأى الفاسد أو العمل به، وذكر الأهواء بصيغة الجمع تنبيها على اختلاف أنواع الهوى وأصناف البدع(مرقاة المفاتيح، ج ا ص ٢٦٠، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

ترجمہ: ''الاھواء'' جمع ہے''ھوی'' کی، جو نفس کے اپنی خواہش کی طرف مائل ہونے کا نام ہے، اور یہاں پر''ھوی'' سے مراد''بدعت'' ہے، جس کو اس کی جگہ رکھ دیا گیا ہے''مسبب'' کی جگہ''سبب'' رکھنے کے طور پر، کیونکہ آدمی کی خواہش، اس کو فاسد رائے، یا فاسد عمل کے ایجاد کرنے پر ابھارتی ہے، اور''الاھواء'' جمع کے صیغے کے ساتھ''الاھواء'' کی مختلف انواع اور بدعت کی مختلف اصناف پر تنبیہ کرنے کے لیے ذکر کیا گیا (مرقاۃ)

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ''منهاجُ السنة'' میں فرماتے ہیں کہ:

وهذا حال أهل البدع المخالفة للكتاب والسنة، فإنهم إن يتبعون إلا الظن، وما تهوى الأنفس، ففيهم جهل، وظلم (منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية، ج ا، ص ٢٠، مقدمة المؤلف، تحريم كتمان العلم)

ترجمہ: اور یہ اُن اہلِ بدعت کا حال ہے، جو کتاب وسنت کی مخالفت کرتے ہیں، پس بے شک وہ صرف اپنے گمان اور اپنی خواہشِ نفس کی اتباع کرتے ہیں، پس ان میں جہالت اور ظلم پایا جاتا ہے (منهاجُ السنة)

اور''الهداية'' کی شرح''البناية'' میں ہے کہ:

(وتقبل شهادة أهل الأهواء) ش :أى أصحاب البدع كالخارجى والرافضى، والجبرى والقدرى، والمشبه، والمعطل.

وسمى أهل البدع أهل الأهواء لميلانهم إلى محبوب نفوسهم بلا دليل شرعى، أو عقلى، والهوى محبوب النفس من هوى الشىء إذا أحبه(البناية شرح الهداية، ج٩، ص ١٥١، كتاب الشهادة،باب من تقبل شهادته ومن لا

تقبل شهادته)

ترجمہ: اور اہلِ اھواء کی گواہی قبول کر لی جائے گی، اہلِ اھواء سے مراد، اہلِ بدعت ہیں، جیسا کہ خارجی اور رافضی اور جبری اور قدری اور مشبہ اور معطلہ۔

اور اہلِ بدعت کا نام، اہلِ اھواء اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے نفوس کی پسندیدہ چیز کی طرف، کسی شرعی، یا عقلی دلیل کے بغیر مائل ہوتے ہیں، اور ''ھویٰ'' نفس کو محبوب ہوتی ہے، یہ ''ھــوی الشیــیء'' سے ماخوذ ہے، جب انسان اس چیز کو پسند کرے

(البناية)

ظاہر ہے کہ اہلِ بدع واہلِ ہواء کے مقابلے میں اہلُ السنۃ، بطورِ خاص اہل السنۃ کے مجتہدین، کسی چیز کی طرف شرعی دلیل کے ذریعہ ہی مائل ہوتے ہیں، ورنہ تو ان کی عدالت ہی ساقط ہو جائے، چہ جائے کہ ان کو امام تسلیم کیا جائے۔

مقالات و مضامین مولانا شعیب احمد

قبولیتِ دعاء کی مختلف صورتیں

اپنے گزشتہ مضمون میں راقم نے یہ عرض کیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں کی دعائیں ضرور قبول فرماتے ہیں، تاہم انسانوں کے اپنے کچھ اعمال بسا اوقات دعا کی قبولیت میں مانع اور رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دعا میں حجاب بننے والے والا کوئی فعل انسان سے سرزد نہیں ہوتا لیکن پھر بھی بظاہر اس کی دعا قبول ہوتی نظر نہیں آتی اور جو کچھ وہ خدا سے مانگتا ہے وہ شے اسے نہیں ملتی۔ لہٰذا انسان سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم دعا کی قبولیت کو ایک محدود نگاہ اور مخصوص زاویہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ہم جو چیز خدا سے مانگتے ہیں بعینہٖ اسی کے مل جانے کو قبولیتِ دعا تصور کرتے ہیں اور قبولیتِ دعا کی باقی صورتیں عموماً ہماری نظروں سے اوجھل رہتی ہیں۔ حالانکہ بندہ کو اس کی مطلوبہ شے مل جانے کے علاوہ بھی قبولیتِ دعا کی مختلف صورتیں اور شکلیں ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ، وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا" (مسند احمد، رقم الحديث: ١١١٣٣)

قال شعيب الأرنؤوط: إسناده جيد (حاشية مسند احمد)

"جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے جب تک اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا پہلو نہ ہو تو اللہ اسے تین اشیاء میں کوئی ایک چیز عطا فرماتے ہیں۔ یا تو فوراً اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے، یا اس دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے اور یا اس دعا کے نتیجے میں انسان سے کوئی تکلیف دور کر دی جاتی ہے" (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں امور یعنی دعا کی فوری قبولیت، دعا کا آخرت کے لیے ذخیرہ ہونا اور دعا کے نتیجے میں کسی پریشانی کا دور ہو جانا یہ سب قبولیتِ دعا ہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ جو شے دعا میں مانگتا ہے بعینہٖ وہی شے تو اسے نہیں ملتی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اُس سے بھی بہتر کوئی اور چیز اس کو عطا فرما دیتے ہیں، یہ بھی قبولیتِ دعا کی ہی ایک صورت ہے۔ نیز بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ کوئی دعا مانگتا رہتا ہے مانگتا رہتا ہے مگر اس کی قبولیت ایک طویل عرصہ کے بعد ہوتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے تعمیرِ بیت اللہ کے دوران یہ دعا مانگی تھی کہ:

"رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا مِّنۡهُمۡ"

"اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک رسول بھیج دیجیے جو انہی میں سے ہو"

مگر اس دعا کی قبولیت صدیوں بعد نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں ہوئی۔ لہٰذا اگر کسی دعا کے فوری نتائج سامنے نہ آئیں تو یہ بھی امکان ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس کی قبولیت عمل میں آئے۔ تاخیر سے مطلوبہ شے کا حاصل ہو جانا بھی درحقیقت قبولیتِ دعا کی ایک صورت ہے۔

پھر یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ دعا کے دو پہلو ہیں۔ ایک اعتبار سے دعا اللہ سے لینے اور تکمیلِ حاجات کا ذریعہ ہے اور دوسرے پہلو سے دعا عبادت بھی ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ:

"الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" (سنن الترمذی، رقم الحديث: ٢٩٦٩، أبواب الدعوات)

"دعا ہی عبادت ہے" (ترمذی)

پس انسان جو دعا مانگتا ہے خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو اس عبادت کا اجر وثواب بہر حال انسان کے نامۂ اعمال میں تحریر ہوتا رہتا ہے اور یہ انعام بھی ایک لحاظ سے قبولیتِ دعا کا ہی ثمرہ ہے۔

غرضیکہ دعا کا عمل ایسا ہے کہ جو کسی حال میں بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوتا خواہ دعا قبول ہو یا نہ ہو۔ قبولیت کی صورت میں تو فائدہ ظاہر ہے ہی اور عدمِ قبولیت کی صورت میں یہ کیا کم نفع ہے کہ اسی بہانے رب سے بار بار فریاد کرنے اور اسے عاجزی سے پکارتے رہنے کا موقع بندہ کو حاصل رہتا ہے۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات
مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الاول ۹۵۱ھ: میں حضرت شیخ جلال الدین بن نظام الدین بن نعمان چشتی برہان پوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص ۳۲۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۵۵ھ: میں حضرت محمد بن حسام قراجلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص ۲۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۶۰ھ: میں حضرت شیخ حسن بن داؤد حنفی بنارسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص ۳۳۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۶۱ھ: میں حضرت شیخ علی برلسی محدث مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص ۲۲۱)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۶۲ھ: میں حضرت مرزا شاہ حسین سندی قندھاری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص ۳۳۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۶۶ھ: میں حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن ابراہیم اخنائی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۲،ص ۱۰۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۶۸ھ: میں حضرت شرف الدین موسیٰ بن احمد حجاوی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۱۹۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۷۲ھ: میں حضرت احمد بن یحییٰ بن کریم الدین دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۱۱۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۷۲ھ: میں حضرت شیخ محمد بن یوسف بن کمال قرشی ماوندی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴،ص ۴۲۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۹۷۳ھ: میں حضرت تاج الدین ابراہیم بن عبداللہ بن موسیٰ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین الغزی، ص ۶۲)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۷۶ھ: میں حضرت محمد بن احمد بن یوسف بن ابی بکر قاضی کمال الدین بن قاضی شہاب الدین زبیدی صفدی حنفی حمراوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۴۰)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۸۰ھ: میں حضرت شیخ نصیر الدین صدیقی حنفی جھونسوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۴،ص ۴۳۹)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۸۸ھ: میں حضرت شیخ شرف الدین موسیٰ بن احمد بن علی قابونی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۱۹۳)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۸۸ھ: میں حضرت شیخ عارف باللہ موسیٰ بن محمد قیصر قبیباتی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۱۹۲)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۸۸ھ: میں حضرت شیخ شمس الدین بن صدر الدین بن شہر اللہ ملتانی لاہوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۴،ص ۳۴۹)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۸۹ھ: میں حضرت شیخ مولانا رزق اللہ بن سعد اللہ بخاری دہلوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۴،ص ۳۴۰)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۹۱ھ: میں حضرت ابراہیم بن عبد القادر بن ابراہیم بن منجک کا انتقال ہوا (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۸۳)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۹۲ھ: میں حضرت شیخ دانیال بن حسن بن حسام الدین عمری بلغی جون پوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۴،ص ۳۳۷)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۹۷ھ: میں حضرت شیخ اسحاق بن کاکو عمری لاہوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۴،ص ۳۰۹)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۹۵ھ: میں حضرت شیخ رفیع الدین بن بدر الدین بن تاج الدین حسینی واسطی بلگرامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر لعبدالحیي الحسني، ج۵،ص ۵۳۰)

☐......ماہِ ربیع الاول ۹۹۸ھ: میں حضرت احمد بن عبد القادر نعیمی شافعی حنفی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی، ج۳،ص ۱۰۸)

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء وفقہاء(قسط16)

فقہ اسلامی سے متعلق تصنیف وتالیف کا سلسلہ ایک طویل زمانہ سے مسلمانوں کے علمی ورثہ میں شامل رہا ہے، لیکن ان تصانیف کی ترتیب وتدوین قدیم طرز پر تھی، اور اقوال وفتاویٰ اور آراء کی کثرت کی وجہ سے کسی خاص صورتِ حال میں کسی مناسب قول، یا فتویٰ کی تلاش ایک دشوار کام تھا، جب تک کہ کسی کو فقہ میں مہارتِ تامہ حاصل نہ ہوجائے۔

اسی دقت کو محسوس کرتے ہوئے مختلف ادوار میں مسائل کی ترتیبِ نو پر کام کیا جاتا رہا، یہاں تک کہ مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے زمانہ میں فقہ اسلامی کو جدید خطور پر استوار کرنے کی ایک دفعہ پھر داغ بیل ڈالی گئی، اور اس سلسلہ میں ''فتاویٰ ہندیہ'' کی تالیف کے حوالہ سے ان کی خدمات وکوششیں کو نمایاں حیثیت حاصل ہوئی، ان کے حکم سے ہندوستان کے مقتدر علماء کی ایک جماعت نے ان مسائل وفتاویٰ کا مجموعہ مرتب کیا کہ جن پر علمائے کرام کا اتفاق تھا، اور اس میں ایسے مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا کہ جنہیں علماء کے ہاں ''حسن و قبول'' کا درجہ حاصل تھا، اور یہ ضخیم مجموعہ ''فتاویٰ ہندیہ'' یا پھر مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی نسبت سے ''فتاویٰ عالمگیریہ'' کے نام سے مشہور ہوا، فقہ حنفی کے اس مشہور ماخذ کی ترتیب علامہ مرغینانی رحمہ اللہ کی ''الھدایة'' کے مطابق رکھی گئی، جس میں عبادات ومعاملات دونوں قسم کے مسائل ہیں، تاہم ''فتاویٰ عالمگیری'' کو دوسری فقہی کتابوں کی بنسبت یہ مقام حاصل ہے کہ اس میں دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق دفعات مندرج ہیں۔ درحقیقت ''فتاویٰ عالمگیری'' کی تصنیف سے ہی فقہ اسلامی کے دورِ جدید کا آغاز ہوتا ہے، جس میں بعد میں چل کر ''مجلةُ الاحکام العدلية'' اور دیگر دوسری کتب کی تصنیف وتالیف بھی شامل ہے۔ [1]

---

[1] جیسا کہ ''الموسوعة الفقھية الكويتية'' اور ''الفقه الاسلامي و أدلتہٗ'' وغیرھا ذلک، جن کا ذکر ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ آنے والی اقساط میں کیا جائے گا۔

جن کو ''جدید فقہی متون'' اور ''دورِ جدید کی فقہی کتب'' اور ''فقہی انسائیکلوپیڈیاز'' وغیرہ بھی کہا جاتا ہے، جن کی تصنیف نے فقہ اسلامی کو جدید خطور پر استوار کرنے کی داغ بیل ڈالی، اور اس وقت سے لے کر آج تک فقہ اسلامی پر اچھا خاصا کام ہوا، اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق فقہ اسلامی کا ایک وسیع ذخیرہ سامنے آیا ہے۔

''فتاویٰ ہندیہ'' کا مختصر تعارف، ضرورت واہمیت کا ذکر گزشتہ قسط میں گزر چکا ہے، ذیل چند مزید جدید فقہی کتب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(2)......مجلةُ الاحكام العدلية

''**مجلةُ الاحكام العدلية**'' سلطنت عثمانیہ کے دور میں ترکی کے علماء کی ایک جماعت نے ترتیب دی، یہ کتاب زیادہ تر مالی قوانین پر مشتمل ہے، جو کہ 1856 تا 1876ء کے درمیان لکھی گئی۔

مجلّہ کی تصنیف کا پس منظر یہ تھا کہ خلافتِ عثمانیہ میں عدالتیں فقہ حنفی کے مطابق فیصلے کیا کرتی تھیں، اس سلسلہ میں قاضیوں کو فقہ حنفی کے وسیع ذخیرے میں مطلوبہ بحث کی تلاش، اور مفتی بہ اقوال کی تعیین میں کافی وقت کرنا پڑتا تھا، اس کے علاوہ قدیم طرزِ تصنیف میں قواعد وضوابط کو مستقل طور پر ذکر کرنے کے بجائے، مسائل وجزئیات کی ضمن میں ہی ذکر کیا جاتا تھا، اس لیے نئے مسائل میں فیصلہ کرتے وقت، قواعد کا استخراج بھی انتہائی دقت طلب مرحلہ ہوتا تھا۔

ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے انیسویں صدی میں خلافت عثمانیہ کے محکمہ قانون وانصاف نے قانون مدنی کی ضابطہ بندی کا ارادہ کیا، جید فقہاء وعلماء کی کمیٹی تشکیل دی گئی، معاملات ونکاح کے ابواب کو قانونی ترتیب کے مطابق دفعات کی شکل میں مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی، جلیل القدر علماء اور مفتی اس کی مجلسِ تدوین میں شامل تھے، جن میں ابتدائی طور پر علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: 1252ھ/1810ء) جیسے جلیل القدر فقیہ اور مفتی بھی شامل تھے۔

مجلسِ تدوین کا مقصد یہ تھا کہ فقہی مسائل اور معاملات کے بارے میں ایک ایسا مجموعہ مرتب کیا جائے کہ جس کی تدوین جدید قانونی ضوابط کی نہج پر ہو، جو اختلافات سے پاک ہو، اور جس سے استفادے میں کوئی دقت یا الجھن پیش نہ آئے۔

چنانچہ لگ بھگ سات سال کی کڑی محنت ومشقت کے بعد میں یہ تدوین (1293ھ/1876ء) میں مکمل ہوئی، اوراس طرح سلطنت عثمانیہ (ترکی) کے قانون مدنی کی تدوین مکمل ہوکر لوگوں کے سامنے آئی، یہ مجموعہ سلطانِ ترکی کے حکم سے ''مجلةُ الاحکام العدلیة '' کے نام سے شائع ہوا۔

مجلّہ میں شامل قوانین 1918ء تک دولتِ عثمانیہ کی عدالتوں میں رائج رہے، حجاز، شرق اردن، شام، عراق، مصراورسوڈان وغیرہ میں انہی کے مطابق فیصلے کیے جاتے رہے۔

مجلة الاحکام العدلیة 1851 دفعات پر مشتمل ہے، اس میں ایک مقدمہ اور 16 ابواب ہیں، مقدمہ میں 100 دفعات ہیں، جن میں پہلی دفعہ میں فقہ کے مختصر قانونی تعارف، جبکہ باقی ننانوے (99) دفعات میں فقہ اسلامی کے ایسے بنیادی قواعد ذکر کیے گئے ہیں کہ جن پر تقریباً فقہ کی پوری عمارت کھڑی ہے، اوران قواعد کا فقہ کے تمام ابواب کے ساتھ انتہائی مضبوط ربط ہے۔

مقدمہ کے بعد سولہ مرکزی ابواب کے تحت 1851 دفعات ہیں، جن میں معاملات کے تقریباً تمام اہم ابواب کو جمع کیا گیا ہے۔ [1]

مجلّہ کے اکثر احکام فقہ حنفی کی ظاہرالروایہ کتب سے ماخوذ ہیں، اوران تمام مسائل میں مفتی بہ اقوال لینے کی کوشش کی گئی ہے، اورجس مسائل میں امام ابوحنیفہ اورصاحبین کا اختلاف ہو، وہاں مجلّہ میں وہ مسلک اختیار کیا گیا ہے، جو زمانے کے تقاضوں اور مصلحت عامہ کے لحاظ سے زیادہ منفعت بخش ہو، جس میں بعض دفعہ حالات وزمانہ کی ضروریات کے پیشِ نظر ضعیف ومرجوح اقوال کی طرف بھی اعتناء کیا گیا ہے۔

اوریہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ فتاویٰ عالمگیریہ اورفقہ اسلامی کی دیگر کتابوں کی طرح ''مجلّہ''

[1] مجلّہ کے ابواب حسبِ ذیل ہیں:

(1) کتاب البیوع (خریدوفروخت) (2) کتاب الاجارات (ٹھیکہ وغیرہ) (3) کتاب الکفالة (ضمانت) (4) کتاب الحوالة (حوالگی، ہنڈی وچیک وغیرہ) (5) کتاب الرھن (6) کتاب الامانات (7) کتاب الھبة (8) کتاب الغصب والاتلاف (9) کتاب الحجر و الشفعة (10) کتاب الشرکات (11) کتاب الوکالة (12) کتاب الصلح والإبراء (مصالحت وواجبات کی معافی) (13) کتاب الإقرار (14) کتاب الدعویٰ (15) کتاب البینات و التحلیف (ثبوتِ دعویٰ اورحلف) (16) کتاب القضاء.

میں عبادات اور عقوبات (تعزیرات) کے مسائل بیان نہیں کیے گئے، بلکہ اس میں صرف ان مسائلِ فقہ کا ذکر ہے، جن کا تعلق تمدنی زندگی کے معاملات سے ہے۔ [1] (جاری ہے......)

[1] مجلة الأحكام العدلية، وهى كتاب فقهى وضع فى أحكام المعاملات ولم يتناول أحكام النكاح والطلاق والنسب والولاية على النفس والمال ولا أحكام الوصايا والمواريث، وصيغت أحكامها فى مواد على غرار مواد القوانين الوضعية، وقد بلغت ثلاثا وخمسين وأربعمائة وألف مادة تقع فى ستة عشر كتابا. وقد وضعت المجلة لجنة علمية ألفت بديوان العدلية بالآستانة يرأسها ناظر هذا الديوان أحمد جودت باشا. وكان السبب فى وضعها أن الدولة العثمانية أنشأت محاكم تجارية وضع لها قانون خاص كالقوانين التجارية الأوروبية، وهى تحيل على القوانين المدنية فى بلا دها ولا سبيل إلى ذلك فى الدولة العلية، فالإحالة فيها تكون على مما يقابل القوانين المدنية وهو الأحكام الشرعية .كما أنه أنشئت بالدولة العثمانية محكمة لتمييز، ورجال كل من المحاكم التجارية ومحكمة التمييز لا يسهل عليهم معرفة الأحكام الشرعية من مراجعها فتيسيرا عليه وضعت هذه المجلة .وقد ألزمت الجمعية العلمية الأخذ بالأقوال الراجحة والمفتى بها من مذهب أبى حنيفة عدا بعض مسائل قليلة أخذت فيها بما ليس راجحا فى هذا المذهب الذى لم تخرج المجلة عن أحكامه كما بدأت كل كتاب بالقواعد والضوابط الملائمة، وأكثرها مأخوذ من كتاب " الأشباه والنظائر "لابن نجيم وكل ذلك مفصل بالتقرير الذى رفعة رئيس الجمعية العلمية إلى محمد أمين غالى باشا الصدر الأعظم فى غرة المحرم سنة 1286هجرية (موسوعة الفقه الإسلامى المصرية، ص ٦٥، التعريف بالفقه الاسلامى، تدوين الفقه)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط67) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کے اہلِ بیت سے تعلقات (پہلا حصہ)

اہلِ بیتِ کرام سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اہلِ بیت سے محبت کرنے اور ان کی عزت وتوقیر کرنے کی تعلیم خود قرآن کریم میں آئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تعلیم کئی مواقع پر دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھا جائے، تو آپ رضی اللہ عنہ کی نہ صرف اہلِ بیت سے براہِ راست رشتہ داری تھی، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ اہلِ بیت سے محبت رکھتے، اور جا بجا آلِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس محبت ومودت کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعمال پر رشک کیا کرتے، اور ان کے اوصافِ حمیدہ کا اعتراف دوسروں کے سامنے بھی کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

إِنِّی لَوَاقِفٌ فِی قَوْمٍ، فَدَعَوُا اللَّهَ لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِی قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِی، يَقُولُ: رَحِمَکَ اللَّهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَکَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْکَ، لِأَنِّی كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَکَ اللَّهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِی طَالِبٍ (صحیح البخاری ج ۵ ص ۹ رقم الحدیث ۳۶۷۷ کتاب المناقب،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت متخذا خلیلا)

ترجمہ: میں قوم کے مابین کھڑا ہوا تھا، کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وقت مقررہ آ گیا۔ اور

انہیں ان کی چارپائی پر لٹایا گیا، کہ اچانک ایک شخص نے میرے کندھے پر اپنا بازو رکھتے ہوئے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے اس بات کی امید ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملا دے۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں ابوبکر اور عمر تھے، اور میں نے ابوبکر وعمر نے ایسے کیا، میں ابوبکر اور عمر آئے۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ آپ کو ان دونوں کے ساتھ ملا دے۔ (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے لئے نہ صرف دعائیہ کلمات کہے، بلکہ اس بات کا بھی ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ اپنے ساتھ کیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ (صحيح البخاری ج۵ ص ۱۱ رقم الحديث ۳۶۸۵ كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب أبى حفص القرشى العدوى رضى الله عنه)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (ان کی وفات کے بعد) چارپائی پر رکھا گیا۔ تو لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اٹھانے سے پہلے آپ کے لئے دعا وغیرہ کرنے لگے۔ کسی نے بھی سوائے ایک شخص کے مجھے توجہ نہ دی، اور اس نے میرے کندھے پر

ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی۔ اور فرمایا کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نہیں کہ جس کے اعمال کے ساتھ میں اللہ سے ملاقات کروں۔ (یعنی آپ کے اعمال مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں) اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملا دے گا۔ اور میں اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ابوبکر و عمر گئے، میں ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں ابوبکر و عمر نکلے۔ (ترجمہ ختم)

یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قلبی محبت و مودت کا اظہار معلوم ہو رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعمال کو نمونہ و آئیڈیل قرار دیا۔ آپ کے اعمال کے ساتھ اللہ کے حضور حاضری کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لگاؤ کا بھی اظہار کرتے ہوئے آپ کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا دے۔

پھر یہی نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

چنانچہ حضرت ثعلبہ بن ابو مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ تو ایک عمدہ چادر باقی رہ گئی۔ تو آپ کے پاس موجود لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! یہ چادر آپ رسول اللہ کی بیٹی کو دے دیجیے جو آپ کے نکاح میں ہیں، ان کی مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم تھیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام سلیط اس چادر کی زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ ام سلیط انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت فرمائی تھی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام سلیط وہ خاتون ہیں جو غزوہ احد میں ہمارے لیے پانی کے پیالے اٹھائے ہوئی تھیں (بخاری: ۲۸۸۱ کتاب الجھاد والسیر، باب حمل النساء القرب إلی الناس فی الغزو)

پیارے بچو! مولانامحمدریحان

دو بچوں کا کھیل

پیارے بچو! کہا جاتا ہے بچے من کے سچے، عقل کے کچے اور وعدے کے پکے ہوتے ہیں۔اور جو کچھ انہیں سکھایا جائے وہ سیکھ جاتے ہیں۔

ایک دن میں سیر کرنے اور گھومنے پھرنے کے لیے قریبی پارک میں چلا گیا۔عصر کے بعد شام کا وقت تھا۔اس سال فروری کی آخری شامیں قدرے گرم ہو چکی تھیں۔دھوپ میں بیٹھے گرمی اور سایہ میں بیٹھے سردی محسوس ہوتی تھی۔

سورج کی ٹکیہ انڈے کی زردی کی طرح زرد پڑ چکی تھی۔کھلی زمین پر بیٹھا بندہ بغیر سیاہ چشموں کے بھی سورج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکتا تھا۔پارک میں بہت اچھی ترتیب کے ساتھ تین تین فٹ کے فاصلے پر کھجور کے درمیانے قد کے درخت لگے ہوئے تھے۔کھجور کے درختوں کے درمیان خالی جگہوں پر لال گلاب،سفید گلاب،گلابی گلاب،رات کی رانی،چنبیلی،نیازبُو مالٹائی اور پیلے گیندے کے پھول لگے بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔بس ایک کمی تھی کہ پھولوں کے پودے پوری طرح پھولوں سے بھرے ہوئے نہیں تھے، بلکہ ایک ایک بوٹے میں دو دو، تین تین پھولوں سے زیادہ پھول نہ تھے۔پارک میں زمین کی مٹی ہری ہری گھاس کی چادر کو اپنے اوپر لپیٹے آرام سے سو رہی تھی۔

گھاس کے کسی کونے میں ٹڈے کی آواز ”کِٹر ،کِٹر ،کِٹر“ کانوں کی دیواروں کا پار کرتے ہوئے دماغ کے اندر جا کر سکون بخش رہی تھی۔میں جا کر ٹریک کے ساتھ بنے ہوئے لوہے کے بنچ پر بیٹھ گیا۔

واک کرنے والے ٹریک پر دو بچے میرے سامنے سے گزرے۔دونوں بچے فٹ بال سے کھیلتے ،ایک دوسرے سے چھینتے ہوئے آگے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ایک بچے کا رنگ گندمی تھا۔اس نے سفید رنگ کا کرتا شلوار پہنی ہوئی تھی۔اس کے کپڑے پرانے ہونے کی وجہ سے اپنا رنگ بھی اتنا

تبدیل کر چکے تھے، کہ ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

دوسرے بچے نے کالے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت تمیز اور ادب کے ساتھ بات کرتے ہوئے کھیل رہے تھے۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ عموماً اس قسم کے بچے جو باہر کے ماحول میں اور باہر کے بچوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں، بہت بدتمیزی اور گالم گلوچ سے ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں۔

جب ایک بچے نے فٹ بال کو زور سے کِک لگائی، تو فٹ بال کافی دور سے اچھلتی ہوئی میرے بَنچ کے قریب آ گری۔ دونوں بچے فٹ بال لینے کے لیے بَنچ کی طرف بھاگتے بھاگتے آئے۔ جب بَنچ کے قریب پہنچے تو ان دونوں کا سانس اس قدر پھول رہا تھا کہ دونوں ہانپ رہے تھے۔ ایک بچہ بَنچ پر آ کر بیٹھ گیا، دوسرا بھی اسے دیکھتے دیکھتے بَنچ پر آ کر بیٹھ گیا۔ گھر سے میں پانی کی بوتل اور گلاس لے کر نکلا تھا۔ بچوں نے میرے ہاتھ میں پانی کی بوتل اور گلاس دیکھا، تو کہنے لگے:

''بھائی! اس میں پانی ہے؟''

اس کے پوچھنے کے انداز سے میں سمجھ گیا تھا کہ اسے پیاس لگی ہوئی ہے۔ اس کا پوچھنے کا انداز پانی کی کنفرمیشن کا نہیں تھا، بلکہ پانی کی طلب کا تھا۔ میں نے اسے پانی کی بوتل اور گلاس دے دی۔ دونوں بچوں نے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے، گلاس میں پانی نکال کر ایک دوسرے کو پلایا۔ میں نے بچوں سے پوچھا کہ وہ کہاں پڑھتے ہیں؟ ان میں سے ایک بچہ جس نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، بولا: ''ہم مدرسے میں پڑھتے ہیں، قرآن مجید پڑھنے جاتے ہیں۔''

جب میں نے اس کا یہ جواب سنا، تو مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آج کے دور میں بھی تعلیمی اداروں میں بچوں کی ایسی تربیت کی جارہی ہے کہ انہیں باہر کے ماحول میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہنے سہنے، بات چیت کرنے کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔

پیارے بچو! بات چیت کرتے ہوئے، ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہوئے، دوسروں کا خیال رکھیں، اور ان کے کسی چیز کے مانگنے سے پہلے ہی سمجھنے کی کوشش کیا کریں کہ انہیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اس طرح کوئی شرمندہ بھی نہ ہوگا، اور اس کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط 55) مفتی طلحہ مدثر

امامت اور جماعت میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)

معزز خواتین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں خواتین کا مساجد میں باجماعت نماز میں شریک ہونے کا عام معمول تھا، اور یہ معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک بدستور جاری رہا، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین (جن کی اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے) کے دور میں بھی یہ معمول حسب عادت جاری رہا، اس مبارک دور میں خواتین کا مساجد میں حاضر ہونے کا ذکر متعدد صحیح احادیث میں موجود ہے، جس کا انکار ممکن نہیں ہے، چنانچہ اسی سلسلہ میں کچھ احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

عہدِ نبوی میں خواتین کے مساجد میں آنے کے واقعات

عہدِ نبوی میں خواتین کا باجماعت نماز میں شریک ہونے کا عام معمول تھا، جیسا کہ پہلے بیان ہوا، اسی سے متعلق مختصراً چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ، قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ الرِّجَالُ (بخاری، رقم الحدیث ۸۶۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عورتیں فرض نماز کا سلام پھیر لیتی تھیں، تو وہ کھڑی ہو جاتی تھیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھنے والے مرد حضرات جتنا اللہ چاہتا، وہ ٹھہرے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے، تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے تھے (بخاری)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، کہ عہدِ نبوی میں خواتین کے نماز باجماعت میں شریک ہونے کا عام معمول تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَتْ كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ، لَا يُعْرَفْنَ (مسند احمد ،مسند الصديقه عائشة، رقم الحديث ٢٤٠٥١)

ترجمہ: وہ فرماتی ہیں کہ خواتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ادا کرتی تھیں، پھر وہ اپنی چادروں میں لپٹ کر (مسجد سے) نکلتی تھیں، کہ وہ پہچانی نہیں جاسکتی تھیں (مسند احمد)

اس حدیث میں بھی خواتین کے جماعت میں شریک ہونے کا ذکر ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث دیگر محدثین نے بھی نقل کی ہے، اوران احادیث میں فجر کی نماز کی بھی صراحت ہے ،اسی حدیث سے متعدد فقہاء نے فجر کی نماز کے وقت سے متعلق بہت سے مسائل اخذ کیے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَّزَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ جَوَّزْتَ؟ قَالَ:سَمِعْتُ بُكَاءَ صَبِيٍّ، فَظَنَنْتُ أَنَّ أُمَّهُ مَعَنَا تُصَلِّيْ، فَأَرَدْتُّ أَنْ أُفْرِغَ لَهُ أُمَّهُ (مسند احمد، رقم الحديث ١٣٧٠١)

ترجمہ: ایک دن فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخفیف واختصار کیا، پھر آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اتنا اختصار کیوں کیا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بچے کے رونے کی آواز سنی، جس سے میں نے گمان کیا کہ اس کی ماں ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے، تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس بچہ کے لیے اس کی ماں کو جلدی فارغ کردوں (مسند احمد)

مذکورہ حدیث میں بھی خواتین کا جماعت میں شریک ہونا ثابت ہوا، بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض خواتین اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوتی تھیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماں اور بچہ کی تکلیف کے باعث نماز مختصر فرمادیا کرتے تھے۔

حضرت ابان سے روایت ہے کہ:

سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: هَلْ كُنَّ النِّسَاءُ يَشْهَدْنَ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِيْهَا اللّٰهِ، إِذًا فَلِمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ، وَشَرُّ صُفُوْفِ النِّسَاءِ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، وَخَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ، وَشَرُّ صُفُوْفِ الرِّجَالِ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ (المصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۵۱۱۰)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں خواتین بھی آ کر شریک ہوا کرتی تھیں؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بالکل، اگر ایسا نہ ہوتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے کہ عورتوں کی بہترین صف آخری ہے، اور بُری صف پہلی ہے، اور اور مرد حضرات کی بہترین صف پہلی ہے، اور بُری صف آخری ہے (مصنف عبدالرزاق)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض خوبرو اور حسین خواتین کا باجماعت نماز میں شریک ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے، چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

كَانَتْ تُصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، وَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ، لِأَنْ لَا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخِّرِ، فَإِذَا رَكَعَ، قَالَ هٰكَذَا، وَنَظَرَ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ وَجَافٰى يَدَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ شَأْنِهِمْ (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ)

(مستدرک حاكم، رقم الحديث ۳۳۴۶)

ترجمہ: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں آ کر (مسجدِ نبوی میں) نماز پڑھا کرتی تھی، وہ عورت بہت حسین بلکہ حسین ترین افراد میں سے تھی، بعض لوگ پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے پہنچتے، تا کہ اس پر (فاصلہ پر رہنے کی وجہ سے) نظر نہ پڑے، جب کہ بعض لوگ پچھلی صفوں میں نماز پڑھتے تھے، چنانچہ جب وہ رکوع کرتے تو اس

طرح اپنی بغلوں کے نیچے سے (اس خوبصورت عورت کو) دیکھتے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ کردیتے، اس پراللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

"وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ"

اورالبتہ تحقیق ہم جانتے ہیں پہلے والوں کوتم میں سے، اور تحقیق جانتے ہیں ہم بعدوالوں کوبھی (حاکم)

مذکورہ حدیث کی سند صحیح ہے، اس آیت کے شانِ نزول میں دیگر واقعات بھی پائے جاتے ہیں، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے تمام افراد خلفائے راشدین جیسے تقویٰ وطہارت کے حامل نہیں، بلکہ کچھ نومسلم ضعیف ایمان والے اور منافقین بھی موجود ہوتے تھے، چنانچہ بعید نہیں کہ اس حدیث میں انہی جیسے افراد کا ذکر ہو۔

ہم نے اختصار کے ساتھ چند احادیث کا ذکر کیا ہے، ورنہ اس سلسلہ میں بکثرت احادیث موجود ہیں، نیز یہ بھی ذہن نشین رہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدِ نبوی میں خواتین کے لیے کوئی الگ مخصوص جگہ نہیں تھی، نہ ہی مردوخواتین کے درمیان کوئی پردہ یا آڑ وغیرہ حائل ہوتی تھی، بلکہ مرد حضرات کی صفوں کے پیچھے ہی خواتین کی صفیں بنتی تھیں، البتہ مردوخواتین کے لیے بہت سے ہدایات تھیں، جن کو پیشِ نظر رکھ مسجد میں خواتین نماز پڑھا کرتی تھیں، جن کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ اقساط میں آئے گا۔ (جاری ہے............)

قرآن کی قراءت، باعثِ رحمت وشفاعت

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا، دو روشن سورتیں یعنی سورہ بقرہ اور آلِ عمران کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سائبانوں کی شکل یا پرندوں کی دو صف بستہ ٹولیوں کی شکل میں آئیں گی، اور اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی، پھر فرمایا کہ سورہ بقرہ کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے، اور باطل والے (جادوگر) اس (سورہ بقرہ کے توڑ) کی طاقت نہیں رکھتے (مسلم، حدیث نمبر 804''252'')

فائدہ: معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت عظیم فضیلت والا عمل ہے، اور اپنے پڑھنے والوں کے لیے رحمت وشفاعت کا باعث بھی ہے۔

اور خاص طور پر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اپنے پڑھنے والوں کے لیے بروز قیامت خاص انعامات وفضل لے کر آئیں گی، اور ان کا دفاع کریں گی۔

جبکہ ان دونوں سورتوں کی تلاوت، جنات وشیاطین اور اہلِ باطل کی شرانگیزیوں اور ان کے فتنوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

آلاتِ موسیقی کا استعمال، اور راتوں کو لہو ولعب کی حالت میں سونے پر وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ترجمہ: آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر کی شکل سے مسخ کر دیا جائے گا، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا وہ لوگ اللہ کی توحید اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں گے، اور روزے رکھیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اُن کے کیا اعمال ہوں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اختیار کریں گے، اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) رکھیں گے، اور ڈھول، اور دَف رکھیں گے، اور شرابیں پییں گے، تو وہ شراب پی کر اور لہو ولعب کی حالت میں رات گزاریں گے، پھر اس حال میں صبح کریں گے کہ ان کو بندر اور خنزیر کی شکلوں میں مسخ کر دیا گیا ہوگا۔

(حلیة الاولیاء، حدیث نمبر 8)

معلوم ہوا کہ موسیقی اور آلاتِ موسیقی کا استعمال، اور رات کو لہو ولعب کی حالت میں گزارنا انتہائی قبیح ترین عمل ہے، اور ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بھی سخت عذابوں کی وعید ہے۔

أعاذنا اللّٰه منه ۔ آمین

اچھائی کا بدلہ، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰہَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰہِ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى إِذَا أَفْضٰى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا(مسلم، رقم الحديث 2808)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کسی مومن سے ایک نیکی کا بھی ظلم نہیں کرے گا، دنیا میں اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور آخرت میں بھی اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا، اور کافر کو دنیا میں ہی بدلہ عطا کر دیا جاتا ہے جو وہ اچھا عمل اللہ کے لئے کرتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت میں فیصلہ ہوگا، تو اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہوگی، جس کا اسے بدلہ دیا جائے (مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ مومن کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا اور آخرت دونوں میں دیا جاتا ہے، اور یہ بدلہ بعض دفعہ مال واولاد میں وسعت و برکت کی صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، لیکن کافر جو اچھے کام کرتا ہے، اس کا بدلہ اس کو دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے، جبکہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رکھا جاتا ہے، بلکہ اس کو کفر پر اصرار کی وجہ سے وہاں عذاب دیا جائے گا، اس لیے کے بغیر ایمان کوئی عمل قابلِ قبول نہیں۔

سات ہلاک کرنے والے گناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ہلاک کرنے والے کون سے گناہ ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور اس جان کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، مگر یہ کہ وہ قتل حق پر مبنی ہو (کہ جس کو خود شریعت نے قتل کرنے کا حکم دیا ہو) اور سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جہاد کے موقع پر پیٹھ پھرانا، اور مومن پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔

(بخاری، حدیث نمبر2766)

مذکورہ حدیث میں ان سات گناہوں کو ہلاک کرنے والے گناہ قرار دیا گیا ہے، یعنی یہ گناہ انسان کی دنیا وآخرت کو خراب اور ہلاک کرنے کے لیے کافی ہیں، جن میں سے اکثر کا وجود موجودہ زمانہ میں پایا جاتا ہے، اس لیے ان گناہوں کے ارتکاب سے مکمل بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

’’عمل بالحدیث‘‘ کا حکم (قسط16)

’’فواتحُ الرحموت‘‘ کا حوالہ

’’مسلمُ الثبوت ‘‘ کی شرح’’فواتحُ الرحموت‘‘میں ہے کہ:

(والمفتي المجتهد من حيث يجيب السائل) فهو أخص منه (والمستفتي يقابله) أى السائل من المجتهد من حيث هو سائل (وقد يجتمعان) في شخص واحد بناء (على التجزى) في الاجتهاد فيكون في بعض المسائل مجتهدا مفتيا وفي بعضها مستفتيا (لتعدد الجهات) (فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ج۲،ص ۴۳۲، خاتمة: الاجتهاد بذل الطاقة من الفقيه،فصل التقليد العمل بقول الغير من غير حجة،مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولیٰ: 1423هـ. 2002ء)

ترجمہ: اور مفتی مجتہد اس حیثیت سے ہے کہ وہ سائل کو جواب دیتا ہے، پس وہ سائل کے مقابلہ میں خاص ہے،اور مستفتی اس کے مقابلہ میں ہے،یعنی مجتہد سے سوال کرنے والا،اس حیثیت سے کہ وہ سوال کرنے والا ہے۔

اور کبھی یہ دونوں صفات ایک شخص میں جمع ہوجاتی ہیں، اس بنا پر کہ اجتہاد میں تجزی ہوسکتی ہے، پس یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسائل میں مجتہد اور مفتی ہو،اور بعض مسائل میں مستفتی ہو، جہات کے متعدد ہونے کی وجہ سے (فواتح الرحموت)

جمہور کا یہی قول ہے کہ ان کے نزدیک اجتہاد میں تجزی جائز ہے،لہٰذا یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص بعض مسائل میں مجتہد ہونے کی وجہ سے مفتی ہو،اور بعض مسائل میں مجتہد نہ ہونے کی وجہ سے مستفتی ہو،اس حیثیت سے یہ دونوں صفات ایک شخص میں جہات کے متعدد ہونے کی وجہ سے جمع ہوسکتی

ہیں، پس اگر ایک شخص بعض مسائل میں دوسرے مجتہدین کا مقلد ہو، تو وہ کسی دوسرے مسئلہ، یا بعض دوسرے مسائل میں اجتہاد کر کے، دوسرے مجتہد کی تقلید سے بری ہوسکتا ہے، اور جمہور کے نزدیک ایسا ممکن و جائز ہے، علامہ ابنِ عابدین شامی اور دیگر حضرات نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے، جس کی تفصیل ہم نے اپنے دوسرے مضامین میں بیان کر دی ہے۔

''شرح مسلم الثبوت'' میں ہی ہے کہ:

ثم إن من الناس من حكم بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفي واختتم الاجتهاد به وعنوا الاجتهاد في المذهب .

وأما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالأئمة الأربعة حتى أوجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الأمة ،وهذا كله هوس من هوساتهم لم يأتوا بدليل ولا يعبأ بكلامهم وإنما هم من الذين حكم الحديث أنهم أفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا، ولم يفهموا أن هذا اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن إلا الله تعالى (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، الجزء الثاني، صفحة ۴۳۱،خاتمة : الاجتهاد بذل الطاقة من الفقهية ،مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولىٰ: 1423هـ. 2002ء)

ترجمہ: پھر بعض لوگ وہ ہیں، جنہوں نے مجتہد سے خالی ہونے کے وجوب کا حکم علامہ نسفی کے بعد لگایا ہے، اور ان پر اجتہاد کو ختم قرار دیا ہے، اور انہوں نے **اجتهاد في المذهب** کا عنوان قائم کیا ہے۔

جہاں تک اجتہادِ مطلق کا تعلق ہے، تو اس کے بارے میں ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ وہ ائمۂ اربعہ پر ختم ہوگیا، یہاں تک کہ انہوں نے ان میں سے کسی ایک کی تقلید کو امت پر واجب قرار دے دیا، اور یہ تمام باتیں ان کی خوش فہمیوں پر مبنی ہیں، جس (کو وہ بہت اچھا تو سمجھتے ہیں، لیکن اس) کی انہوں نے کوئی معتبر دلیل پیش نہیں کی، اس لیے ان کے کلام کو قابلِ اعتناء قرار نہیں دیا جا سکتا، انہوں نے تو اس حدیث سے حکم نکالا ہے کہ قربِ قیامت میں نام نہاد علماء بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، پھر وہ خود بھی گمراہ ہوں گے،

اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے، مگر ان لوگوں نے یہ بات نہیں سمجھی کہ یہ غیب کی پانچ چیزوں کی خبر دینا ہے، جس کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں (فواتح الرحموت)

مطلب یہ ہے کہ جن حضرات نے اجتہادِ مطلق کے ختم ہونے کا حکم لگایا، ان کے پاس کوئی معتبر دلیل نہیں، بلکہ ان کی خوش فہمی ہے، علامہ سیوطی کے حوالہ سے اس خوش فہمی کی غلط فہمی کا سبب بھی پیچھے گزر چکا ہے۔

''النافعُ الکبیر'' کا حوالہ

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ ''النافعُ الکبیر'' میں ''شرح مسلم الثبوت'' کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

والحاصل ان من ادعى بانه قد انقطعت مرتبة الاجتهاد المطلق المستقل بالائمة الاربعة انقطاعا لايمكن عوده فقد غلط وخبط، فان الاجتهاد رحمة من الله سبحانه، ورحمة الله لاتقتصر على زمان دون زمان، ولا على بشر دون بشر، ومن ادعى انقطاعها فى نفس الامر مع امكان وجودها فى كل زمان، فان اراد انه لم يوجد بعد الاربعة مجتهد اتفق الجمهور على اجتهاده وسلموا استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم ، فهو مسلم، والا فقد وجد بعدهم ايضا ارباب الاجتهاد المستقل،كابى ثور البغدادى ، وداؤد الظاهرى، ومحمد بن اسماعيل البخارى، وغيرهم على ما لايخفى على من طالع كتب الطبقات (النافع الكبير شرح الجامع الصغير، ص١٦، مقدمة ،الفصل الاول،مطبوعة:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشى)

ترجمہ: اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مطلق و مستقل اجتہاد کا درجہ ائمۂ اربعہ پر اس طرح منقطع ہو چکا ہے کہ جس کا عود کرنا ممکن نہیں، تو اس نے غلطی کی

اور خبط کیا۔ [1]

کیونکہ اجتہاد، اللہ سبحانہٗ کی رحمت ہے، اور اللہ کی رحمت کسی زمانہ کے ساتھ مختص نہیں ہوتی، اور نہ کسی فردِ بشر کے ساتھ مختص ہوتی، اور جو شخص اجتہادِ مطلق کے نفس الامر میں منقطع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، باوجودیکہ اس کے وجود کا ہر زمانہ میں امکان پایا جاتا ہے، تو اگر اس کی مراد یہ ہو کہ ائمہ اربعہ کے بعد ایسا مجتہد نہیں پایا گیا، جس کے اجتہاد پر جمہور نے اتفاق کیا ہو، اور اس کے مجتہدِ مستقل ہونے کو اس طرح تسلیم کیا ہو، جس طرح ائمہ اربعہ کے اجتہاد پر اتفاق ہے، تو یہ بات مسلم ہے۔

ورنہ ائمہ اربعہ کے بعد بھی اجتہادِ مستقل کے ارباب پائے گئے ہیں، جیسا کہ ابوثور بغدادی اور داؤد ظاہری اور محمد بن اسماعیل بخاری اور ان کے علاوہ، جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں، جس نے کتبِ طبقات کا مطالعہ کیا ہو (النافع الکبیر)

”الفوائدُ البهية“ کا حوالہ

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ ”الفوائدُ البهية“ میں فرماتے ہیں:

(واعلم) انه قد كثر فى هذه الامة المجتهدون ولهم جماعة مقلدون كلهم قد صرفوا اوقاتهم فى اجراء انهار الشريعة وبذلوا جهدهم فى تحقيق الطريقة القويمة بل لا يخلو مائة من المئة من المجددين يهتدى بهم طائفة من المقلدين بل ولاعصر من الاعصار عن جماعة المجتهدين فى اقطار الارضين وان كانوا فى الظاهر من المقلدين وهذا من كمال فضل الله سبحانه على العباد يجب شكره فى كل وقت على العباد بهم يهتدون ويرزقون ويمطرون ويرشدون (الفوائد البهية فى تراجم الحنفية، صفحة ۵،۶، مقدمة)

---

[1] مگر حیرت ہے کہ اس غلطی اور خبط میں ہی بعض حضرات، ”وجدنا آباء نا على امةٍ“ وغیرہ جیسی چیزوں کی وجہ سے مبتلا ہیں۔ محمد رضوان۔

ترجمہ: اور یہ بات جان لیجئے کہ اس امت میں مجتہدین کثرت کے ساتھ ہیں، جن کی تقلید کرنے والے لوگوں کی جماعت بھی ہے، انہوں نے اپنے اوقات کو شریعت کی نہروں کے جاری کرنے میں خرچ کیا، اور انہوں نے اپنی کوشش کو مضبوط راستہ کی تحقیق میں خرچ کیا، بلکہ کسی بھی صدی میں سے کوئی بھی صدی مجددین سے خالی نہیں ہوتی، جن کے ذریعہ سے، ان کے مقلدین کی جماعت کو ہدایت دی جاتی ہے، بلکہ زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی زمین کے اقطار میں مجتہدین کی جماعت سے خالی نہیں ہوتا، اگرچہ وہ ظاہر میں مقلدین ہوتے ہیں۔

اور یہ اللہ سبحانہ کا اپنے بندوں پر کمالِ فضل ہے، جس کا بندوں پر ہر وقت شکر واجب ہے، جو ان کی رشد و ہدایت اور رزق اور بارش کا سبب بنتے ہیں (الفوائد البہیۃ)

لیکن ہم نے اپنے زمانے میں ایسے نام نہاد علمائے زمانے کو دیکھا کہ جو مذکورہ فضل کو فضل ماننے اور اس پر شکر کرنے اور ان کو رشد و ہدایت اور رزق و بارش کا سبب سمجھنے کے بجائے، قابلِ مذمت و ضلالت کا مستحق سمجھتے ہیں۔

علامہ لکھنوی مزید فرماتے ہیں:

ولا يزال هذا الانتظام الى ان يظهر المجتهد المطلق آخر ائمة الحق الامام المهتدى محمد ابن عبدالله المهدى وينزل عيسىٰ على نبينا وعليه الصلاة والسلام فيبطل فى زمنهما الاتباع والتقليد ويظهر حكمهما بطريق الاخذ من الكتاب والسنة والاستنباط من مشكاة النبوة على الرأى السديد. نص عليه جماعة المحققين ومؤيد الدين المتين فى دفاترهم واسفارهم كابن حجر العسقلانى والجلال الدين السيوطى ومحمد بن عبدالرسول البرزنجى وعلى القارى والشيخ محى الدين بن عربى. واما قول بعض المجهولين والمتعصبين ان عيسى والمهدى يقلدان الامام ابا حنيفة ولايخالفانه فى شيئ من

طـريـقه فهو من الاقوال السخيفة ، نص عليه ارباب الشريعة والحقيقة بـل هـو رجـم بالغيب بلاشک ولاريب (الفوائد البهية فی تراجم الحنفية ، صفحة ٦ ، مقدمة)

ترجمہ:اور یہ(مجتہدین کی آمد کا)انتظام برابر جاری رہے گا، یہاں تک کہ مجتہدِ مطلق ائمۂ حق کے خاتم وآخر امامِ مہتدی محمد بن عبداللہ مہدی ظاہر ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول ہوگا، پس ان کے زمانہ میں اتباع اور تقلید باطل ہوجائے گی، اور ان کا حکم کتاب وسنت سے اخذ کرنے اور مشکاۃِ نبوت سے درست رائے کے مطابق استنباط کرنے کے طریقے پر ظاہر ہوجائے گا، محققین کی ایک جماعت اور دینِ متین کے مؤیدین نے اپنے دفاتر اور مضامین میں اس کی تصریح فرمائی ہے، جیسا کہ ابنِ حجر عسقلانی، اور جلالُ الدین سیوطی، اور محمد بن عبدالرسول برزنجی، اور ملا علی قاری، اور شیخ محی الدین ابنِ عربی وغیرہ نے۔

رہا بعض مجہولین اور متعصبین کا یہ کہنا کہ عیسیٰ اور مہدی دونوں امام ابوحنیفہ کے مقلد ہوں گے، اور یہ دونوں کسی چیز میں ان کی مخالفت نہیں کریں گے، پس یہ بے بنیاد اقوال میں سے ہے، جس کی اربابِ شریعت وحقیقت نے تصریح کی ہے، بلکہ یہ بلا شک وشبہ **رجما بالغیب** میں سے ہے (الفوائد البھیۃ)

خلاصہ یہ ہے کہ مجتہدِ منتسب اور مطلق کے زمانۂ دراز سے مفقود ہونے کا دعویٰ راجح نہیں۔

البتہ مجتہدِ مستقل کے متعلق یہ بات درست ہے، اور ان دونوں قسم کے مجتہدین میں فرق ہے، جیسا کہ باحوالہ گزرا۔

اس کے بعد عرض ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی تالیف ''**الاقتصاد فی التقليد والاجتهاد**'' کی مذکورہ عبارت میں ''**أفطر الحاجم و المحجوم**'' حدیث کے ضمن میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کی دلیل میں جو ''**الهداية**'' کی یہ عبارت ذکر کی گئی ہے کہ:

''لأن علـى العامی الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء فی حقهٖ إلى معرفة

الأحاديث“

تو یہ امام ابو یوسف کے قول کی دلیل ہے، جبکہ امام محمد، بلکہ امام ابو حنیفہ (یعنی طرفین) رحمہما اللہ کا قول امام ابو یوسف کے خلاف ہے، تو ان طرفین کے قول کی دلیل بھی امام ابو یوسف کے خلاف ہوگی، اور واقعہ بھی اسی طرح سے ہے۔

اسی کے ساتھ بہت سے مشائخِ حنفیہ کی تصریح کے مطابق، اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کے مقابلہ میں طرفین، یعنی امام محمد اور امام ابو حنیفہ کا قول راجح ہے۔

تو ”الاقتصاد“ میں مذکور دلیل بھی مرجوح قول پر مبنی ہوگی۔

نیز مذکورہ مسئلہ میں امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف تینوں اس بات پر متفق ہیں کہ عامی شخص کے حق میں کسی معین شخص، یا معین مذہب کی پابندی کے بغیر فقہاءِ مجتہدین کی تقلید کرنا جائز ہے، اسی لیے مذکورہ مسئلہ میں امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسف تینوں کے قول کے برخلاف، دوسرے فقیہ، مثلاً حنابلہ کے قول کو معتبر سمجھا گیا ہے، کیونکہ حنابلہ کے نزدیک حاجم اور محجوم کا روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

اب اس مسئلہ کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

تحقیق حدیث”أفطر الحاجم و المحجوم“

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۷۷۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجامہ کرنے، اور کرانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے (سنن الترمذی)

مذکورہ حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی نے فرمایا کہ اس سلسلے میں حضرت علی، حضرت سعد، اور شداد بن اوس، اور ثوبان، اور اسامہ بن زید، اور عائشہ اور معقل بن سنان، اور ابو ہریرہ، اور

ابنِ عباس اورابوموسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام اور دیگر اہلِ علم حضرات نے روزہ دار کے لیے حجامہ (یعنی پچھنے) کومکروہ قرار دیا ہے۔

اور بعض اہلِ علم حضرات مثلاً امام احمد اوراسحاق کا قول یہ ہے کہ حجامہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، جبکہ بعض حضرات روزہ کی حالت میں حجامہ کی گنجائش کے قائل ہیں۔

(ملاحظه هو:سنن الترمذی،تحت رقم الحدیث ۷۷۴)

حجامہ کرنے اورکرانے والے کے روزہ ٹوٹنے کی حضرت ثوبان اور حضرت شداد رضی اللہ عنہما کی سند سے مروی احادیث کوامام ابوداؤد نے ''سنن ابی داؤد'' میں روایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو:سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۳۶۷، و رقم الحدیث ۲۳۶۹)

اور حجامہ کرنے اور کرانے والے کے روزہ ٹوٹنے کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی حدیث کوامام ابنِ ماجہ نے ''سنن ابنِ ماجہ'' میں روایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو:سنن ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۱۶۷۹، باب ما جاء فی الحجامة للصائم)

نیز حجامہ کرنے اور کرانے والے کے روزہ ٹوٹنے کی حضرت معقل بن سنان اور اسامہ بن زیداور عائشہ رضی اللہ عنہم کی سندوں سے مروی احادیث کوامام احمد نے ''مسند احمد'' میں روایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو:مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۹۰۱ ،ورقم الحدیث ۲۱۸۲۶،و رقم الحدیث ۲۵۲۴۲)

اس کے علاوہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی حجامہ کرنے اور کرانے والے کے روزہ ٹوٹنے کی حدیث مروی ہے، جس کو بزاراورطبرانی نے روایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو:مسند البزار، رقم الحدیث ۴۹۷۰،المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۱۲۸۶)

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۱۹۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں حجامہ کرایا، اورروزہ کی حالت میں بھی حجامہ کرایا (بخاری)

حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ روزہ دار کے لیے حجامہ کمزوری واقع ہونے کے خوف کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(ملاحظه هو:شرح معاني الآثار، رقم الحديث ۳۴۳۳،صحيح ابنِ خزيمة، رقم الحديث ۱۹۷۱)

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں فرمایا کہ:

وَقَالَ لِيُ يَحْيٰى بُنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بُنُ سَلَّامٍ، حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنُ عُمَرَ بُنِ الحَكَمِ بُنِ ثَوُبَانَ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِذَا قَاءَ فَلاَ يُفْطِرُ إِنَّمَا يُخْرِجُ وَلا يُوْلِجُ، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِيُ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ يُفْطِرُ وَالأَوَّلُ أَصَحُّ وَقَالَ ابُنُ عَبَّاسٍ، وَعِكْرِمَةُ: الصَّوُمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيُسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ ابُنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيُلِ وَاحْتَجَمَ أَبُوُ مُوسٰى لَيُلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعُدٍ، وَزَيْدِ بُنِ أَرُقَمَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ: اِحْتَجَمُوا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيُرٌ، عَنُ أُمِّ عَلُقَمَةَ: كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنُدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنُهٰى وَيُرُوٰى عَنِ الحَسَنِ عَنُ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرُفُوُعًا فَقَالَ: أَفْطَرَ الحَاجِمُ وَالمَحْجُوُمُ (صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم)

ترجمہ: ابنِ عمر رضی اللہ عنہ روزہ کی حالت میں حجامہ کرالیا کرتے تھے، پھر آپ نے اس عمل کو ترک کردیا، اور رات میں حجامہ کرانا شروع کردیا، اور ابوموسیٰ رات کے وقت میں حجامہ کرایا کرتے تھے، اور حضرت سعد اور زید بن ارقم اور امِ سلمہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے روزہ کی حالت میں حجامہ کرایا، اور حضرت بکیر، امِ علقمہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (روزہ کی حالت میں) حجامہ کرایا کرتے تھے، تو وہ ہمیں اس سے منع نہیں کیا کرتی تھیں، اور حسن سے کئی حضرات نے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ حجامہ کرنے اور کرانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے (بخاری)

اس کے بعد عرض ہے کہ حنفیہ سمیت اکثر اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک حجامہ سے روزہ

نہیں ٹوٹتا۔

اورامام احمد وغیرہ کےنزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے،اوراس پرقضاءواجب ہوتی ہے۔

(ملاحظه هو :فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج۴،ص ۱۷۴ ،قوله باب الحجامة والقيء للصائم)

جوحضرات حجامہ سے روزہ ٹوٹنے کے قائل نہیں،وہ حجامہ سے روزہ ٹوٹنے والی احادیث کومنسوخ قرار دیتے ہیں،یا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے کمزوری واقع ہوجاتی ہے،جس کی وجہ سے بعد میں روزہ توڑنے کی نوبت پیش آجاتی ہے،اس لیے روزہ کی حالت میں اس عمل کے کرنے اورکرانے والوں کوبچنے کے لیے یہ فرمایا گیا کہ''**افطر الحاجم والمحجوم**''

اور جوحضرات حجامہ سے روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں،ان کی طرف سے مذکورہ تاویلات اور جوابات کی تردید کی گئی ہے۔

(ملاحظه هو :تهذيب السنن لابن القيم الجوزية، ص۱۰۷۴ ، وص ۱۰۷۵ ، كتاب الصيام، باب فى الرخصة، الناشر: مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، السعودية، الطبعة الاولىٰ: ۱۴۲۸ھ)

(جاری ہے......)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

مسجد جاتے وقت کی ایک دعاء کی سندی حیثیت

سوال:

تفسیر ’’روح المعانی‘‘ میں حضرت سمرہ بن جندب کے حوالہ سے سورہ شعراء کی مندرجہ ذیل آیات:

’’ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ. وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ. وَإِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ. وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ . وَالَّذِیْ أَطْمَعُ أَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ. رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّأَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ. وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ. وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ‘‘ (سورة الشعراء، رقم الآیات ۷۸ الی ۸۵)

کے ضمن میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے، جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ:

’’جو بندہ وضو کر کے، فرض نماز کے لیے مسجد کا ارادہ کر کے نکلے، اور یہ پڑھے کہ:

’’بسم اللہ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ‘‘

تو اللہ تعالیٰ اس کو درست راستہ کی رہنمائی فرمائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ’’وَالَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ‘‘

تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کھانوں میں سے کھلائے گا، اور جنت کے مشروبات میں سے پلائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ’’وَإِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ‘‘

تو اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطاء فرمائے گا، اور اس کی بیماری کو، اس کے گناہوں کا کفارہ فرمائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ”وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ“

تو اس کو اللہ تعالیٰ سعادت مندوں والی حیات عطاء فرمائے گا، اور اس کو شہیدوں کی موت سے سرفراز فرمائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ”وَالَّذِیْ أَطْمَعُ أَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ“

تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطاؤں کو معاف فرمادے گا، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

اور جب یہ پڑھے کہ ” رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّأَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ“

تو اس کو اللہ تعالیٰ حکم، عطاء فرمائے گا، اور اس کو گزرے ہوئے نیک صالح لوگوں کے ساتھ اور بقیہ نیک لوگوں کے ساتھ لاحق فرمائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ”وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ“

تو ایک سفید ورق میں یہ لکھ دیا جائے گا کہ فلاں ابنِ فلاں سچے لوگوں میں سے ہے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو سچ کی توفیق عطاء فرمائے گا۔

اور جب یہ پڑھے کہ ” وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ“

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل اور منازل تیار فرمادے گا۔

ہمارے علاقہ میں یہ دعاء اور اس کی فضیلت بہت مشہور ہے، اور اس دعاء کو مختلف مساجد میں اہتمام کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اور مختلف علماء اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں، اور حوالہ ”تفسیر روح المعانی“ کا پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ کتاب مستند ہے۔

اس سلسلہ میں آپ سے رہنمائی کی درخواست ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند کیسی ہے، اور اس کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا، اور اس کو سنت سمجھنا کیسا ہے؟ عبدالجبار، رحیم یار خان۔

جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال میں ”تفسیر روح المعانی“ کے حوالہ سے جس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، وہ ”روح المعانی“ میں مذکور ہے۔

(ملاحظہ ہو: روح المعانی للألوسی، ج ۱۰، ص ۹۸، سورة الشعراء، تحت رقم الآیة ۸۰)

لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ ''روح المعانی'' احادیث کی کتاب نہیں ہے، بلکہ تفسیر کی کتاب ہے، لہٰذا کسی بھی حدیث کو تحقیق وتصدیق کے بغیر صرف ''روح المعانی'' سے نقل کردینا، درست طریقہ نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند قابلِ اعتبار نہیں، لہٰذا اس کی فضیلت پر اعتقاد رکھنا، اور اس کو سنت سمجھنا، درست نہیں۔

''روح المعانی'' میں اور بھی کئی ایسی احادیث مذکور ہیں، جن کی سند قابلِ اعتبار نہیں۔

مذکورہ حدیث کو علامہ ابنِ عدی نے ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' میں پوری سند کے ساتھ ''بکیر بن شہاب دامغانی'' کے ''ترجمہ'' میں نقل کیا ہے، اور اس روایت کے ایک راوی ''بکیر بن شہاب دامغانی'' کے بارے میں ابنِ عدی نے فرمایا کہ ''یہ شخص منکرُ الحدیث ہے''

اور ابنِ عدی نے فرمایا کہ ''بکیر بن شہاب، قلیلُ الروایة ہے، اس کے بارے میں، میں نے متقدمین کا کلام نہیں دیکھا، اور جتنی مقدار کی روایات اس سے مروی ہیں، اُن میں نظر ہے'' [1]

[1] بكير بن شهاب الدامغاني الحنظلي منكر الحديث وأظنه يكنى أبا الحسن ثنا أحمد بن حفص ثنا إبراهيم بن محمد الشافعي وسويد بن سعيد قال ثنا رواد بن الجراح وأبو عصام العسقلاني عن بكير الدامغاني عن محمد بن سرين عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن في جهنم واد تستعيذ منه جهنم كل يوم سبعين مرة أعدها الله للقراء المرائين بأعمالهم وإن أبغض الخلق الى الله عز وجل عالم يزور السلطان أو العمال شك إبراهيم قال الشيخ هكذا ثنا أحمد بن حفص فقال رواد عن بكير وثناه محمد بن منير ثنا عيسى بن عبد الله العسقلاني ثنا رواد عن أبي الحسن الحنظلي عن بكير بهذا الحديث فزاد في الإسناد أبو الحسن الحنظلي وهذا أشبه من الذي حدثناه أحمد بن حفص لأن هذا الحديث منكر وإذا كان حديث منكرا فيرويه مجهول وأبو الحسن الحنظلي مجهول ثنا محمد بن الحسين البخاري الكوفي وأحمد بن الحسين الصوفي ثنا يوسف بن موسى ثنا إسحاق بن سليمان الرازي ثنا بكير بن شهاب الدامغاني عن عمران بن مسلم عن عمرو بن دينار عن سالم بن عبد الله عن أبيه عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الرجل المسلم السوق فقال لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير كتب له بها ألف ألف حسنة ومحيت عنه ألف ألف سيئة وبني له بيت في الجنة.

قال الشيخ وعمرو بن دينار المذكور في هذا الإسناد هو قهرمان آل الزبير بصري ضعيف يكنى أبا يحيى .

ثنا عبد الرحمن بن محمد القرشي ثنا عمار بن رجاء ثنا أحمد بن أبي طيبة عن أبيه عن بكير قال عمار الدامغاني عن أبي داود عن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم ألقى سوطه في السفر معترضا فصلى اليه ثنا محمد بن الحسن النخاس ثنا رزق الله بن موسى ثنا سلم بن سالم البلخي ثنا أبو شيبة عن بكير بن شهاب

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

''بکیر بن شہاب دامغانی'' کے بارے میں ابنِ حبان نے ''کتابُ المجروحین'' میں فرمایا کہ:

''یہ شخص منکرُ الحدیث ہے، احادیث میں گڑبڑ کرتا ہے، اور یہ شخص شدید درجہ کا مرجئہ تھا، جو اس گمراہ کن نظریہ کی لوگوں کو دعوت دیتا، اور تبلیغ کیا کرتا تھا، ابنِ مبارک نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے، اور یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ ''لَیْسَ حَدِیْثُہٗ بِشَیْءٍ'' (یعنی اس کی حدیث کوئی حیثیت نہیں رکھتی)

(کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین، ج ۱، ص ۳۴۴، بَاب الْبَاء)

اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ''تقریبُ التہذیب'' میں فرمایا کہ:

''بکیر بن شہاب دامغانی، منکرُ الحدیث ہے'' [1]

اور اس حدیث کی سند میں ایک دوسرا راوی ''سلم بن سالم بلخی'' نام کا موجود ہے، جس کے بارے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن الحسن بن أبی الحسن عن سمرة بن جندب قال من توضأفأسبغ الوضوء ثم خرج الی المسجد فقال حين يخرج من بيته بسم الله الذی خلقنی فهو يهدينی إلا هداه الله لأصوب الأعمال والذی هو يطعمنی ويسقينی إلا أطعمه الله من طعام الجنة وسقاه من شراب الجنة وإذا مرضت فهو يشفينی الا جعل الله مرضه ذلک كفارة لذنوبه والذی يميتنی ثم يحيينی إلا أماته الله موتة الشهداء وأحياه حياة السعداء والذی أطمع أن يغفر لی خطيئتی يوم الدين إلا غفر الله له خطاياه وإن كانت أكثر من زبد البحر رب هب لی حكما وألحقنی بالصالحين إلا وهب الله له حكما وألحقه بصالح من مضی وصالح من بقی واجعل لی لسان صدق فی الآخرين إلا كتب فی ورقة بيضاء ان فلان بن فلانة من الصادقين فلا يوفق بعد ذلک إلا بصدقه واجعلنی من ورثة جنة النعيم إلا أعطاه الله القصور والمنازل فی الجنة فقال الحسن يا سمرة لو كان لحديثک هذا قرآنا ناطقا كان أفضل قال فغضب وقال يا حسن ان كنت لا تصدق إلا بما فی القرآن فلا تصدقن به أبدا والله لقد سمعت من رسول الله صلی الله عليه وسلم غير مرة ولا مرتين ولا ثلاثة حتی ذكر عشر مرات ولقد سمعت من أبی بكر بعد موت رسول الله صلی الله عليه وسلم ويذكره عن رسول الله صلی الله عليه وسلم حتی عد عشرة ولقد سمعت من عمر وعثمان بعد رسول الله يذكر أنه عن رسول الله غير مرة ولا اثنتين حتی عد عشرة فإن شئت فصدق وإن شئت فلا تصدق به أبدا قال يا سمرة بل قولک حق وحديثک صدق قال فكان الحسن يقولها كلما خرج وزاد فيه الحسن واغفر لی ولوالدی كما ربی انی صغيرا.

قال الشيخ وبكير بن شهاب هذا هو قليل الرواية ولم أجد فی المتقدمين فيه كلام ومقدار ما يرويه فيه نظر وله غير ما ذكرت ولم أجد له أنكر من الذی ذكرته وحديث عمرو بن دينار من دخل السوق فهو مشهور عن عمرو بن دينار قهرمان آل الزبير وبكير هذا الی الضعف أقرب منه الی الصدق(الكامل فی ضعفاء الرجال،لا بن عدی، ج ۲، ص ۳۵، من اسمه بكير)

[1] بكير ابن شهاب الدامغانی منكر الحديث(تقريب التهذيب،ص ۱۲۷،حرف الباء الموحدة،ذكر من اسمه بكير مصغر)

میں ابنِ عدی نے یحیٰ بن معین سے ’’لیس بشیء ‘‘ کا حکم نقل کیا ہے،اور بعض دیگر محدثین سے ان کے ضعیف ہونے کا قول نقل کیا ہے(الکامل فی ضعفاء الرجال،لا بن عدی، ج۳،ص ۳۲۶،من اسمه سلم)

اوراسی وجہ سے امام ذہبی نے ’’میـزانُ الا عتدال ‘‘میں اس حدیث کو’’موضوع ومنگھڑت‘‘ قرار دیا ہے۔ [1]

فقط واللہ سبحانهٗ وتعالٰی اعلم

محمد رضوان خان 17/شوال المکرّم/1443ھ۔19/مئی/2022ء،بروز جمعرات

ادارہ غفران،راولپنڈی، پاکستان

---

[1] بـكير بن شهاب الحنظلى الدامغانى . قال ابن عدى :منكر الحديث . وروى رواد بن الجراح، عن أبى الحسن بأعمالهم . أبو الحسن مجهول . ثم قال ابن عدى :حـدثنا محمد بن الحسن النخاس، حدثنا رزق الله بن موسى، حدثنا سالم بـن سالم البلخى، حدثنا أبو شيبة، عن بكير بن شهاب، عن الحسن، عن سمرة، قال : مـن تـوضـأ ثـم خـرج إلـى الـمسجد فقال :بسـم الـلــه الـذى خـلـقنى فهو يهدين -إلا هـداه الـله لاصوب الاعمال..وذكر الحديث بطوله . وهو موضوع، فأما - :بكير بن شهاب .عـن سعيد بن جبير فعراقى صدوق، يـروى عنه عبدالله بن الوليد، ومبارک بن سعيد الثورى.خـرج له النسائى والترمذى(ميزان الاعتدال فى نقد الرجال،للذهبى، ج۲،ص۶۷،تحت الترجمة” بكير بن شهاب الحنظلى الدامغانى“)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط77 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کا کوہِ طور پر اعتکاف

فرعون سے نجات اور وادیِ تیہ میں کھانے پینے اور رہائش کی سہولیات سے جب بنی اسرائیل مطمئن ہوگئے، تو اب عمل کرنے اور احکام خداوندی کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے شریعت کی ضرورت تھی، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنا کلام نازل کرنے کا وعدہ فرمایا، اور اس کے لیے یہ شرط لگائی کہ تیس راتیں، کوہِ طور پر اعتکاف اور اللہ کے ذکر میں گزار دیں، اور پھر ان تیس پر مزید دس راتوں کا اضافہ کر کے چالیس کر دیا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ نے اس دوران اپنی نیابت وخلافت کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون کو مقرر فرمایا، اور ان کو اس بارے میں اس موقع پر خاص ہدایات دیں، حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ میری اس غیر حاضری کے دوران میری قوم کا خاص خیال رکھنا کہ ان کے اندر اس دوران کوئی خرابی وبگاڑ، فتنہ وفساد اور ضلالت وگمراہی، پیدا نہ ہونے پائے، اور اگر اس طرح کی کوئی چیز رونما ہو جائے تو اس کی اصلاح کرتے رہنا، اور فساد پھیلانے والوں کی روش کی کبھی پیروی نہ کرنا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً وَقَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ (سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ ۱۴۲)

یعنی ”اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ ٹھہرایا (کہ ان راتوں میں کوہ طور پر آ کر اعتکاف کریں) پھر دس راتیں مزید بڑھا کر ان کی تکمیل کی، اور اس طرح ان کے رب کی ٹھہرائی ہوئی میعاد کل چالیس راتیں ہوگئی۔ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا

کہ میرے پیچھے تم میری قوم میں میرے قائم مقام بن جانا، تمام معاملات درست رکھنا اور مفسد لوگوں کے پیچھے نہ چلنا‘‘۔

اس آیت میں پہلے تیس راتوں کا ذکر ہے، اس کے بعد مزید دس راتوں کا ذکر ہے، تو اس میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہی یہ تھا کہ اعتکاف چالیس راتوں کا کرایا جائے، تو پہلے تیس اور بعد میں دس کا اضافہ کر کے چالیس کرنے میں کیا حکمت تھی، پہلے ہی چالیس راتوں کے اعتکاف کا حکم دے دیا جاتا تو کیا حرج تھا؟

بعض علماء نے اس میں کئی حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ایک حکمت تدریج اور آہستگی کی ہے کہ کوئی کام کسی کے ذمہ لگایا جائے، تو اول ہی زیادہ مقدار کام کی اس پر نہ ڈالی جائے، تا کہ وہ آسانی سے برداشت کرے، پھر مزید کام دیا جائے۔

دوسری حکمت اس طرز میں حکام اور اولوالامر کو اس کی تعلیم دینا ہے کہ اگر کسی کو کوئی کام ایک معین وقت میں پورا کرنے کا حکم دیا جائے، اور اس معین میعاد میں وہ پورا نہ کر سکے، تو اس کو مزید مہلت دی جائے، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں پیش آیا کہ تیس راتیں پوری کرنے کے بعد جس کیفیت کا حاصل ہونا مطلوب تھا، وہ پوری نہ ہوئی، اس لئے مزید دس راتوں کا اضافہ کیا گیا۔ [1]

نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہم کاموں کے لئے ایک خاص میعاد مقرر کرنا، اور سہولت و تدریج سے انجام دینا سنتِ الٰہیہ ہے، عجلت اور جلد بازی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، سب سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کام یعنی پیدائش عالم کے لئے ایک میعاد چھ دن کی متعین فرما کر یہ اصول بتلا دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کو آسمان، زمین اور سارے عالم کو پیدا کرنے کے لئے ایک منٹ کی بھی

---

[1] قال ابن العربی: فإذا ضرب الأجل لمعنی یحاول فیه تحصیل المؤجل فجاء الأجل ولم یتیسر زید فیه تبصرة ومعذرة .وقد بین اللہ تعالی ذلک لموسی علیه السلام فضرب له أجلا ثلاثین ثم زاده عشرا تتمة أربعین(تفسیر القرطبی، ج۷ص ۲۷۵، سورة الاعراف)

بعض مفسرین نے یہاں ایک اور وجہ کا بھی ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ تیس راتوں کے اعتکاف میں موسیٰ علیہ السلام نے حسبِ قاعدہ تیس روزے بھی مسلسل رکھے بیچ میں افطار نہیں کیا، تیسواں روزہ پورا کرنے کے بعد افطار کر کے مقررہ مقام طور پر حاضر ہوئے، تو حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ روزہ دار کے منہ سے جو ایک خاص قسم کی رائحہ معدہ کی تبخیر سے پیدا ہو جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، آپ نے افطار کے بعد مسواک کر کے اس رائحہ کو زائل کر دیا، اس لئے مزید دس روزے اور رکھیے، تا کہ وہ رائحہ پھر پیدا ہو جائے۔

لیکن یہ روایات بظاہر اسرائیلی روایات سے تعلق رکھتی ہیں، صحیح سند سے ان کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ واللہ اعلم۔

ضرورت نہیں، جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنے کے لئے فرمادیں کہ ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے، مگر اس خاص طرزِ عمل میں مخلوق کو یہ ہدایت دینا تھی کہ اپنے کاموں کو غور وفکر اور تدریج کے ساتھ انجام دیا کریں، اسی طرح حضرت موسیٰ کو تورات عطا فرمائی تو اس کے لئے بھی ایک میعاد مقرر فرمائی، اس میں اسی اصول کی تعلیم ہے۔ [1]

اور یہی وہ اصول تھا جس کو نظر انداز کردینا بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب بنا، کیونکہ حضرت موسیٰ، اللہ تعالیٰ کے سابق حکم کے مطابق اپنی قوم سے یہ کہہ کر گئے تھے کہ تیس روز کے لئے جارہا ہوں، اور یہاں جب دس روز کی مدت بڑھ گئی، تو اپنی جلد بازی کے سبب، بنی اسرائیل یہ کہنے کہ موسیٰ علیہ السلام تو کہیں گم ہوگئے، اب ہمیں کوئی دوسرا پیشوا بنالینا چاہئے، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ سامری کے دام میں پھنس کر ''گوسالہ پرستی'' شروع کردی، جیسا کہ آگے آتا ہے، اگر بنی اسرائیل غور وفکر اور اپنے کاموں میں تدریج وتامل کے عادی ہوتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ [2]

اس آیت میں اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ جو شخص کسی کام کا ذمہ دار ہو، وہ اگر کسی ضرورت سے کہیں جائے، تو اس پر لازم ہے کہ اس کام کا انتظام کرکے جائے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ حکومت کے ذمہ دار حضرات جب کہیں سفر کریں، تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ مقرر کرکے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی بھی عام عادت یہی تھی کہ جب کبھی مدینہ سے باہر جانا ہوا، تو کسی شخص کو اپنا نائب بنا کر جاتے تھے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو نائب بنانے کے وقت ان کو چند ہدایات دیں، اس

---

[1] قال علماؤنا: دلت هذه الآية على أن ضرب الأجل للمواعدة سنة ماضية، ومعنى قديم أسسه الله تعالى فى القضايا، وحكم به للأمم، وعرفهم به مقادير التأنى فى الأعمال .وأول أجل ضربه الله تعالى الأيام الستة التى خلق فيها جميع المخلوقات، "ولقد خلقنا السماوات والأرض وما بينهما فى ستة أيام وما مسنا من لغوب(تفسير القرطبى، ج۷ص ۲۷۵، سورة الاعراف)

[2] وأبطأ موسى عليه السلام فى هذه العشر على قومه، فما عقلوا جواز التأنى والتأخر حتى قالوا: إن موسى ضل أو نسى، ونكثوا عهده وبدلوا بعده، وعبدوا إلها غير الله .قال ابن عباس: إن موسى قال لقومه: إن ربى وعدنى ثلاثين ليلة أن ألقاه، وأخلف فيكم هارون، فلما فصل موسى إلى ربه زاده الله عشرا، فكانت فتنتهم فى العشر التى زاده الله بما فعلوه من عبادة العجل، على ما يأتى بيانه(تفسير القرطبى، ج۷ص ۲۷۵، ۲۷٦، سورة الاعراف)

سے معلوم ہوا کہ جس کو قائم مقام بنایا جائے اس کی سہولت کار کے لئے ضروری ہدایات دے کر جائے۔

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ تیس راتیں ذیقعدہ کے مہینے کے تھیں، اور دس راتیں ذی الحجہ کی ابتدائی راتیں تھیں۔ [1]

---

[1] وقد اختلف المفسرون فی هذه العشر ما هی فالأكثرون علی أن الثلاثين هی ذو القعدة والعشر عشر ذی الحجة قاله مجاهد ومسروق وابن جريج وروی عن ابن عباس وغيره(تفسير ابنِ كثير، ج۳ص ۴۲۱، سورة الاعراف)

طب وصحت حکیم مفتی محمد ناصر

حلال گوشت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خوراک میں جو چیزیں حلال کی ہیں، ان میں مخصوص جانوروں اور پرندوں وغیرہ کا گوشت بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے گوشت کو اپنی نعمتوں میں شمار کرایا ہے۔

چنانچہ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ (سورة المائدة، رقم الآية ١)

ترجمہ: تمہارے لیے حلال کردیے گئے ہیں، چار پائے والے، چرنے والے جانور، سوائے ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں (سورہ مائدہ)

مطلب یہ ہے کہ چار پاؤں والے جانوروں میں چرنے والے مخصوص جانور حلال ہیں، مثلاً اونٹ، گائے، بکرے، اور چار پاؤں والے مخصوص درندے جانور حرام بھی ہیں، جیسے شیر، چیتا، وغیرہ۔

اور سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ (سورة الزمر، رقم الآية٦)

ترجمہ: اور اللہ نے تمہارے لیے چار پایوں میں سے آٹھ جوڑے بنائے (سورہ زمر)

اور سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے کہ:

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَّفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ (سورة انعام آيت ١٤٢، ١٤٣)

ترجمہ: اور (اللہ تعالیٰ نے) چارپایوں میں بوجھ اٹھانے والے (یعنی بڑے بڑے) بھی پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے (یعنی چھوٹے چھوٹے) بھی (پس) اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (یہ بڑے چھوٹے چار پائے والے) آٹھ جوڑے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے

اوردو(دو) بکریوں میں سے(یعنی ایک ایک نراوراور ایک ایک مادہ)(سورہ انعام)

اوراگلی آیت میں ارشادہے:

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ (سورة انعام آیت ۱۴۲ تا ۱۴۴)

ترجمہ:اوردو(دو)اونٹوں میں سےاوردو(دو) گایوں میں سے(سوہ انعام)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے اوراونچے قد کے جانور بھی پیدا فرمائے ہیں، جووزن اٹھاتے ہیں، جیسا کہ بڑے اونٹ اور بڑے بیل اور بھینسے، اور چھوٹے قد کے جانور بھی پیدا فرمائے ہیں، جووزن نہیں اٹھاتے، جیسا کہ بکری، بھیڑ وغیرہ۔

ان آٹھوں جوڑیوں کا گوشت اللہ تعالیٰ نے انسانوں لئے حلال کردیا ہے۔

اورسورہ حٰمٓ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اللَّهُ الَّذِى جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ (سورة غافر، رقم الآية ۷۹)

ترجمہ: اللہ نے تمہارے لیے چار پائے والے جانور بنائے، ان میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہواور بعض کوتم کھاتے ہو(سورہ حٰمٓ)

گوشت جس طرح دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نعمت اورانسانوں کی غذا ہے، اسی طرح جنت کی نعمتوں میں بھی ہے، چنانچہ سورہ طور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ (سورة الطور، رقم الآية ۲۲)

ترجمہ: اورجس طرح کے پھل اور گوشت کوان(جنتیوں) کا جی چاہے گا ہم ان کوعطا کریں گے(سورہ طور)

اورسورہ واقعہ میں جنت میں پرندوں کے گوشت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ (سورة الواقعة، رقم الآيات ۲۱)

ترجمہ: اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان(اہلِ جنت) کا جی چاہے گا(انہیں ملے گا) (سورہ واقعہ)

خلاصہ یہ کہ حلال گوشت دنیا میں بھی اور جنت میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

اخبارِ ادارہ — مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 20/27/رمضانُ المبارک، اور 4/11/18شوالُ المکرّم 1443ھ بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□...... 22/29/رمضانُ المبارک، اور 6/13/شوالُ المکرّم 1443ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 11/رمضانُ المبارک، بارہویں شب، بروز بدھ مولانا طارق محمود صاحب کا ادارہ میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□...... 14/رمضانُ المبارک، پندرہویں شب، حافظ محمد عفان صاحب (ابن مفتی صاحب مدیر) کا جناب فرقان صاحب (بردار مفتی صاحب مدیر) کے گھر میں تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□...... 17/رمضانُ المبارک، اٹھارویں شب، میں حافظ محمد وسیم صاحب کا اُن کی رہائش گاہ میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کے موقع پر مفتی صاحب مدیر کا مختصر بیان ہوا۔

□...... 18/رمضانُ المبارک، انیسویں شب، میں جناب قاری ضیاء صاحب (امر پورہ) کے مدرسہ میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کی تقریب میں مفتی صاحب مدیر کا بیان ہوا۔

□...... 19/رمضانُ المبارک، بیسویں شب، میں حافظ نجم الحسن صاحب ابنِ رضوان احمد صاحب (نبیرہ: مولوی محمد دین اشرفی، صاحبِ شریعت وطریقت) کے گھر، کوہاٹی بازار میں قرآن مجید کی تکمیل پر مدیر صاحب کا بیان ہوا۔

□...... 20/رمضانُ المبارک، اکیسویں شب، میں حافظ لقمان صاحب ابنِ مفتی صاحب مدیر، اور حافظ محمد حذیفہ صاحب، کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□...... 22/رمضانُ المبارک، تیئسویں شب، مفتی صاحب مدیر کا مسجد پیر فقیر (نزد بنی چوک) میں تراویح میں تکمیلِ قرآن کی تقریب میں بیان ہوا۔

□...... 23/رمضانُ المبارک، چوبیسویں شب، مسجدِ غفران میں حضرت مدیر صاحب اور مولانا محمد ریحان صاحب (ابن مفتی صاحب مدیر) کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، تکمیل کے بعد وعظ اور دعاء کی مختصر تقریب ہوئی۔

□...... 24/رمضانُ المبارک، پچیسویں شب میں مفتی صاحب مدیر کا مسجد فاروقیہ (امر پورہ) میں تراویح میں

تکمیلِ قرآن کی تقریب میں بیان ہوا، جبکہ اسی شب مسجد نسیم میں بندہ محمد ناصر کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا۔

□......25 / رمضانُ المبارک، بروز بدھ حضرت مدیر صاحب کا جامع مسجد الیاس (ماڈل ٹاؤن، ہمک) میں بعد ظہر مفصل بیان ہوا، اسی دن چھبیسویں شب، روات میں ادارہ غفران کی شاخ میں زیرِ تعمیر مسجد میں قاری عثمان صاحب کا تراویح میں قرآن مجید مکمل ہوا، مفتی صاحب مدیر کا بیان اور دعاء ہوئی۔

□......27 / رمضانُ المبارک، اٹھائیسویں شب، جناب خاور صاحب کی دعوت پر تقویٰ مسجد (پیپلز کالونی، راولپنڈی) میں تکمیلِ قرآن کے موقعہ پر مفتی صاحب مدیر کا بیان ہوا۔

□......یکم شوال/ بروز منگل، مسجدِ غفران میں عیدالفطر کی نماز حضرت مدیر نے صبح ساڑھے سات بجے، اور مسجد بلال، صادق آباد میں مفتی محمد یونس صاحب نے صبح سات بجے، اور مسجد نسیم میں بندہ محمد ناصر نے صبح ساڑھے سات بجے پڑھائی۔

□......عید کے دن ادارہ میں احباب و متعلقین، اور ادارہ کے فضلاء کی آمد اور ملاقات ومجالست کا سلسلہ جاری رہا۔

□......9 /شوال، بروز بدھ سے ادارہ میں معمولات کا آغاز ہوا، اور تعلیمی شعبہ جات میں قدیم داخلوں کی تجدید کا سلسلہ ایک ہفتہ تک، اور 19 /شوال بروز ہفتہ سے حسبِ گنجائش جدید داخلے ہوئے۔

□......19 /شوال (21 /مئی) بروز ہفتہ سے ادارہ غفران میں اجتماعی قربانیوں کی بکنگ کا سلسلہ جاری ہے، اس سال بڑے جانوروں میں دوقسم کے حصے درجِ ذیل نرخوں کے مقرر کیے گئے ہیں:

ادنیٰ حصہ:14,500 روپے عام حصہ:18000 روپے

اور بکرے کی قربانی کے لئے بھی درجِ ذیل نرخوں کے بکروں کی بکنگ جاری ہے:

35,000 روپے اور 45,000 روپے

□......24 /شعبانُ المعظم (28 / مارچ) بروز پیر سے، تعمیرِ پاکستان سکول میں سال 23-2022 کے لئے طالبہ/ طالبات کے داخلے جاری ہیں۔

دُرود وسلام کے فضائل واحکام

مسنون وماثور درود وسلام کے عظیمُ الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اور ان کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات، درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی، اور درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف: مفتی محمد رضوان

اخبارِ عالم — مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/اپریل/2022ء/19/رمضان المبارک/1443ھ: پاکستان: وزیراعظم کی ہدایت پر یوٹیلٹی اسٹورز پر چینی وآٹا قیمتوں میں کمی ✍ 22/اپریل: پاکستان: قومی اسمبلی، زاہد اکرم درانی نے ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی کا حلف اٹھالیا ✍ 23/اپریل: پاکستان: مراسلہ، عمران حکومت کے خلاف غیر ملکی سازش نہیں ہوئی، قومی سلامتی کمیٹی، سیکورٹی ایجنسیوں کی تحقیقات مکمل ہونے کے بعد نتیجہ جاری، گزشتہ اجلاس کے فیصلوں کی توثیق ✍ 24/اپریل: پاکستان: افغانستان سے حملہ، تین جوان شہید، پاکستان کا شدید احتجاج، پاکستانی چوکیوں کو نشانہ بنایا، پاک فوج کا دندان شکن جواب ✍ 25/اپریل: پاکستان: مذاکرات کامیاب، آئی ایم ایف قرض پروگرام کی توسیع پر رضامند، ورلڈ بینک کی بھی تعاون کی یقین دہانی ✍ 26/اپریل: پاکستان: اسلام آباد ہائیکورٹ، فنڈنگ کیس جلد فیصلے کا حکم معطل، منحرف ارکان کے خلاف بھی کاروائی شروع ✍ 27/اپریل: پاکستان: سندھ کے مختلف اضلاع میں ہیٹ ویو کی پیشن گوئی، محکمہ موسمیات ✍ 28/اپریل: پاکستان: بلاول بھٹو، کم عمر ترین وزیر خارجہ، حلف اٹھالیا، ملک کے 37ویں وزیر خارجہ ہوں گے ✍ 29/اپریل: پاکستان: وفاقی شرعی عدالت، حکومت کو 5 سال میں سودی نظام کے مکمل خاتمے کا حکم، قوانین کو اسلامی بنانے کے لیے 31 دسمبر تک مہلت ✍ 30/اپریل: سعودی عرب: مدینہ منورہ، مسجد نبوی ﷺ میں سیاسی نعرے بازی، 5 پاکستانی گرفتار ✍ یکم/مئی: پاکستان: حمزہ شہباز پنجاب کے نئے وزیراعلیٰ بن گئے، اسپیکر قومی اسمبلی نے حلف لیا ✍ 2/مئی: پاکستان: وزیراعظم شہباز شریف کا دورہ سعودی عرب، 8 ارب ڈالر کا سعودی پیکج طے، سلامتی واستحکام میں تعاون پر اتفاق ✍ 3/مئی: پاکستان: ملک میں آج عید الفطر مذہبی جوش وجذبے کے ساتھ منائی جائے گی ✍ 4/مئی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 5/مئی: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍ 6/مئی: پاکستان: آرمی چیف نے کنٹرول لائن پر فوجی جوانوں کے ساتھ نمازِ عید ادا کی، ملک کے لیے دعائیں، شہداء کے لواحقین سے ملاقات ✍ 7/مئی: پاکستان: سازش کے الزامات، حکومت کا تحقیقاتی کمیشن بنانے کا فیصلہ ✍ 9/مئی: پاکستان: سوشل میڈیا پر محتاط رہیں، جعلی خبروں سے باز رہیں، ایف آئی اے کا تارکینِ وطن کو انتباہ، خلاف قانون پوسٹ پر نام ای سی ایل میں ڈالا جاسکتا ہے، وفاقی تحقیقاتی ایجنسی ✍ 10/مئی: پاکستان: سیاسی محاذ آرائی، اسٹاک مارکیٹ کریش، اربوں کا نقصان، ڈالر مزید مہنگا

✍ 11/مئی: پاکستان: اومیکرون کا خطرہ، این سی او سی کی فوری بحالی کا حکم، وزیرِ اعظم، وزیرِ اعلیٰ سندھ نے محکمہ صحت سے ہنگامی رپورٹ بھی طلب کرلی، بیرونِ ملک سے آنے والے شخص میں وائرس کی تصدیق ✍ 12/مئی: پاکستان: سندھ میں بلدیاتی الیکشن کا پہلا مرحلہ، نظرِ ثانی شیڈول جاری، فہرست 17 مئی کو شائع ہوگی، ای سی پی ✍ 13/مئی: پاکستان: ڈالر مزید 1.73 روپے مہنگا، سونے کے نرخ بھی زیادہ، امریکی کرنسی 191 روپے 75 پیسے کے ساتھ بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ✍ 14/مئی: ابوظہبی: ابوظہبی کے حکمران شیخ خلیفہ بن زاید النہیان انتقال کر گئے، صدر، وزیرِ اعظم، آرمی چیف اور سیاسی رہنماؤں کا اظہارِ افسوس ✍ 15/مئی: پاکستان: ملک بھر میں شدید گرمی کی لہر، جیکب آباد میں پارہ 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا، دادو میں 49 ڈگری ریکارڈ ✍ 16/مئی: پاکستان: 2 سالہ انتظار ختم، سرکاری حج کوٹا، فریضہ حج کے لیے 31 ہزار خوش نصیب پاکستانی منتخب ✍ 17/مئی: پاکستان: ڈالر 196 پر، معاشی صورتحال سنگین، سرمایہ کار خوفزدہ، حصص کی دھڑا دھڑ فروخت ✍ 18/مئی: پاکستان: الیکشن اگلے سال ہوں گے، حکومتی اتحادیوں کا متفقہ فیصلہ، اگست 2023ء تک آئینی مدت پوری کرنے کا اعلان، قبل از وقت انتخابات کا مطالبہ مسترد ✍ 19/مئی: پاکستان: معاشی بحران، سخت فیصلے شروع، پرتعیش اشیاء کی درآمد بند، ٹیکس بڑھانے کی تیاری ✍ 20/مئی: پاکستان: الیکشن کمیشن، PTI کے 25 منحرف ارکانِ اسمبلی کی رکنیت ختم، الیکشن کمیشن کا آرٹیکل 63 اے کی سپریم کورٹ کی روشنی اتفاقِ رائے سے فیصلہ۔

جُمعہ مُبارکہ کے فضائل واحکام

جُمعہ مُبارکہ کے دن اور اس کی رات اور جمعہ مبارکہ کی نماز کے فضائل واحکام، جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟ اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟ جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت، اور فقہ میں بیان شدہ مفصل ومدلّل فضائل، احکام ومنکرات، خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات، کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ

خواتین اور مرد حضرات کے لئے یکساں مفید

مصنّف: مفتی محمد رضوان